شعبان المعظم 1438ھ
بمطابق
مئی 2017ء

درس قرآن

ان الانسان لربہ لکنود

مولانا احمد زمان خان قادری رضوی

درس حدیث

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

ابو بلال مولانا محمد سیف علی سیالوی

پاکستان میں نظام زکوٰۃ کے معاشی اثرات کا جائزہ

مولانا محمد نواز قادری اشرفی

شب برات ۔۔۔ راہ نجات

مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

قاری محمد حبیب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ حیات و خدمات

مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

شرح سلام رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی

فضائل و برکات ماہ شعبان المعظم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَوۡلَایَ صَلِّ وَسَلِّمۡ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیۡبِکَ خَیۡرِ الۡخَلۡقِ کُلِّھِمِ

ھُوَ الۡحَبِیۡبُ الَّذِیۡ تُرۡجٰی شَفَاعَتُہٗ

لِکُلِّ ھَوۡلٍ مِّنَ الۡاَھۡوَالِ مُقۡتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الۡکَوۡنَیۡنِ وَالثَّقَلَیۡنِ

وَالۡفَرِیۡقَیۡنِ مِنۡ عُرۡبٍ وَّمِنۡ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنۡ جُوۡدِکَ الدُّنۡیَا وَضَرَّتَھَا

وَمِنۡ عُلُوۡمِکَ عِلۡمَ اللَّوۡحِ وَالۡقَلَمِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحٰبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمۡ

علم و تحقیق کا شاہکار شاندار مجلہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصلوٰۃ والسلام علیک وعلیٰ آلک واصحابک سیدی یارسول اللہ

ماہنامہ
اہلسنت
گجرات پاکستان
INTERNATIONAL

شعبان المعظم 1438ھ بمطابق مئی 2017ء

تحفظِ مقامِ مصطفیٰ کا نقیب
اور نفاذِ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمبردار

بفیضانِ نظر
شیخ المشائخ حضور خواجہ پیر محمد اسلم قادری رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست اعلیٰ
شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی

حسنِ ترتیب

قیمت فی شمارہ: 30 روپے
زرِ سالانہ: 360 روپے
U.K: 20 پاؤنڈ سالانہ
U.S.A: 40 ڈالر سالانہ
عرب امارات: 100 درہم سالانہ

پبلشر محمد مسعود قادری پرنٹر سلیمان تیمور مقامِ اشاعت الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد مرکزی گجرات

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ "اہلسنت" الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد مرکزی گجرات

حمد و نعت

میں تو جب ڈوبنے جاؤں، وہ بچانے آئے
بھول کر بھی جو گروں، مجھ کو اٹھانے آئے

جب بھی حالات کٹھن سخت زمانے آئے
اس کو سوچا تو سکوں خواب سہانے آئے

چھوڑ دیتا ہے کبھی اور تڑپ کی خاطر
دل سلگ اٹھے تو رحمت کو بہانے آئے

اپنی تخلیق بگڑنے نہیں دیتا ، ہر دم
حسنِ تازہ میں نئے رنگ بسانے آئے

میں کسی اور چلا ساتھ رہا ہے میرے
راہ بھولوں تو مجھے راہ دکھانے آئے

رات بھر ہوتے رہے درد کے خلعت تقسیم
کون جاگا ہے، کسے ہاتھ خزانے آئے

اُس کی دہلیز سے قائم رہی نسبت، کعبیؔ
جب بھی اُٹھے سرِ تسلیم جھکانے آئے

(جل جلالہٗ)

کرتا ہے دل یہ تجھ سے مناجات یا نبی
مجھ پر کرم کی تیرے ہو برسات یا نبی

دنیا کی مشکلوں سے پریشاں نہ ہو کبھی
پیشِ نظر ہے جس کے، تری ذات یا نبی

چشمِ کرم سے اس کو ہے سلطاں بنا دیا
جس پر ہوئی ہیں تیری عنایات یا نبی

کر لیجیے شمار اِنھی میں مرا، حضور
کرتے ہیں جو ثنا تری دن رات یا نبی

دل میں تری ثنا ہو لبوں پر درود ہو
اسوہ ترا ہو شمعِ خیالات یا نبی

سورج کو تو نے پلٹا تو مہتاب کو دو لخت
تسلیم تیرے وصف و کمالات یا نبی

کعبیؔ کی میرے آقا یہی آرزو ہے بس
ہو جائے تجھ سے ایک ملاقات یا نبی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

پروفیسر منیر الحق کعبی

اداریہ

فضائل وبرکات ماہ شعبان المعظم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ماہ شعبان المعظم بہت سی حسنات و برکات کا حامل ہے۔ یہ وہ مقدس اور مبارک مہینہ ہے جس کی خیر و برکت سے ہم اپنے دامن عمل کو سعادت و مغفرت کے موتیوں سے بھر سکتے ہیں۔ یہ بہت سی رحمتوں اور مغفرتوں کا ضامن ہے۔ رسول اکرم، نبی معظم ﷺ نے اسے اپنا مہینہ فرما کر اس کی عظمت میں اور اضافہ فرما دیا۔

وجہ تسمیہ:

لفظ شعبان "شعبۃ" سے مشتق ہے جس کا معنیٰ "شاخ" ہے۔ گویا اس ماہ میں نیکی کرنے والے کی نیکیاں ایسے بڑھتی ہیں جیسے درخت کی شاخیں۔ جبکہ امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا کہ:

"شعبان "شعب" سے مشتق ہے جس کا معنیٰ "گھاٹی" ہے۔ جس طرح گھاٹی پہاڑ کا راستہ ہوتی ہے اس طرح یہ مہینہ خیر و برکت کی راہ ہے۔ اسی لیے اسے شعبان کہتے ہیں۔"

حضور غوث اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"شعبان میں پانچ حروف ہیں۔ "ش، ع، ب، ا اور ن"۔ ان میں سے 'ش' 'شرف' کا، 'ع' 'علو' کا، 'ب' 'بر' (نیکی) کا، 'ا' 'الفت' کا اور 'ن' 'نور' کا ہے۔ گویا اس ماہ میں یہ پانچوں عنایات اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں پر نازل ہوتی ہیں اور خیر و برکات کے دروازے کھل جاتے ہیں۔"

رسول معظم ﷺ نے اس ماہ کیلئے برکت کی دعا مانگ کر اسے اسم بامسمیٰ بنا دیا۔ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت فرماتے ہیں کہ:

"جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا فرماتے:

"اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان میں برکت فرما اور ہمیں رمضان المبارک تک پہنچا۔"

اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شعبان المعظم نیکیوں کے موسم بہار ماہ رمضان المبارک کی آمد کا پیغام لے کر جلوہ گر ہوتا ہے۔ آج بھی متقی اور پرہیزگار لوگ اس ماہ کا چاند نظر آتے ہی خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ اسی ماہ سے عبادت میں مصروف ہو جاتے ہیں تاکہ رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ رحمتیں اور برکتیں سمیٹ سکیں۔

شان وشوکت:

اس ماہ معظم کی عظمتوں، رفعتوں، برکتوں اور شان و شوکت کے لئے شفیع معظم ﷺ کا یہ فرمان عالی شان ہی کافی ہے کہ:

"شعبان میرا مہینہ ہے۔"

نبی مکرم شفیع معظم ﷺ نے شعبان المعظم کی نسبت اپنی طرف منسوب فرما کر اسے چار چاند لگا دیئے ۔کیوں کہ جس چیز کی نسبت آپ ﷺ کی طرف ہو وہ بہت ہی قابل احترام ہو جاتی ہے ۔آپ ﷺ کی نسبت نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے بعد تمام انسانوں پر فضیلت عطا کی ۔اہل بیت عظام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی عزت وتکریم آپ ﷺ نسبت ہی سے ہے اور شعبان المعظم بھی اسی نسبت سے منسوب ہو کر قابل صد تکریم ہو گیا۔

ماہ معظم کی خاص عبادات:

اس ماہ مکرم کی خاص عبادت روزہ ہے ۔جس کا اہتمام نبی کریم ﷺ بطور خاص فرمایا کرتے تھے ۔ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتیں ہیں کہ:

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان المبارک کے علاوہ کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے نہیں دیکھا اور نہ ہی یہ دیکھا کہ آپ ﷺ نے شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں روزے رکھے ہوں''۔

ایک اور جگہ فرمایا کہ:

''رسول اللہ ﷺ کا محبوب ترین مہینہ شعبان کا مہینہ تھا آپ اس کے روزوں کو رمضان سے ملا دیا کرتے''۔

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ سے جب افضل الصیام یعنی تمام روزوں سے افضل روزے کے متعلق دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کی تعظیم کیلئے شعبان کا روزہ رکھنا''۔

اس ماہ میں صرف ایک دن کا روزہ رکھنے کا بہت بڑا اجر وثواب ہے ۔چنانچہ حضرت ابوامامہ باہلی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص شعبان کے مہینے میں ایک دن بھی روزہ رکھتا ہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس پر دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں''۔

اسی لئے اس ماہ مبارک میں علماء ذی احتشام، اولیاء کرام اور صوفیاء عظام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان خود بھی روزہ رکھتے ہیں اور اور دوسروں کو بھی ترغیب دیتے ہیں ۔کیونکہ روزہ ہی نفس امارہ کو بھوک اور پیاس کی شدت کے ذریعے کنٹرول کرتا ہے ۔اس لئے کوشش کرنی چاہیئے کہ اس ماہ میں کم از کم ایام بیض (تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ) کے روزے ضرور رکھنے چاہیئے ۔لیکن یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ شعبان المعظم کے روزے وہی رکھے جس میں اتنی طاقت ہو کہ وہ رمضان المبارک کے روزے با آسانی رکھ سکے ۔اگر یہ اندیشہ ہو کہ زیادہ روزے اسے کمزور کر دیں گے اور فرض روزے نہیں رکھ سکے گا تو جتنے روزے با آسانی رکھ سکے ضرور رکھے تا کہ ان کے اجر وثواب سے محروم نہ ہو ۔کیونکہ رسول معظم ﷺ نے اپنے امتیوں کو اس ماہ مبارک میں روزے رکھنے کی ترغیب تو دی ہے مگر انہیں لازم نہیں فرمایا ۔کہیں میری امت مشقت میں مبتلا نہ ہو جائے ۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس ماہ معظم میں اپنے امتیوں کو دیگر عبادات کی بہ نسبت روزے رکھنے کی ترغیب کیوں دی؟ اس کا جواب اس حدیث پاک سے ملتا ہے کہ ''یہ مہینہ (شعبان المعظم) جس سے لوگ غافل ہیں ۔رجب اور رمضان کے درمیان ہے اور لوگوں کے اعمال اس مہینے میں بارگاہ الہٰی میں پیش کئے جاتے ہیں ۔میری تمنا ہے کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں''۔

شب برات:

مندرجہ بالا حدیث شریف میں اعمال پیش کئے جانے کا ذکر ہے اس سے مراد اسی ماہ معظم کی پندرہویں شب (شب برات) ہے ۔چنانچہ

مکاشفۃ القلوب میں ہے کہ جب شعبان کی پندرہویں شب آتی ہے تو ملک الموت کو ہر اس شخص کا نام لکھوا دیا جاتا ہے جو اس شعبان سے آئندہ شعبان تک مرنے والا ہوتا ہے، آدمی پودے لگاتا ہے، عورتوں سے نکاح کرتا ہے، عمارتیں بناتا ہے حالانکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہے اور ملک الموت اس انتظار میں ہوتا ہے کہ اسے کب حکم ملے اور وہ اس کی روح قبض کرے۔

عاجزانہ التماس:

اس ماہ مکرم میں حضور نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور ارشادات کے پیش نظر ہمیں چاہئے کہ ہم شعبان المعظم اور بالخصوص شب برات کو سستی، غفلت اور کاہلی کی نذر نہ کریں۔ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالی کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور ندامت کے آنسو بہائیں۔ یقین جانیئے یہی آنسو اس کی بارگاہ میں موتیوں سے بھی زیادہ قیمتی ہوں گے۔ نمازوں کی پابندی کریں۔ نماز ہر برائی اور بے حیائی والے کاموں سے محفوظ رکھے گی۔ قرآن کریم کی تلاوت کو اپنا معمول بنائیں۔ کیونکہ یہ اللہ تعالی کا وہ پاک کلام ہے جس کا ایک لفظ پڑھنے پر دس نیکیوں کا اجر و ثواب ملتا ہے۔ اس پاک کلام کی ہر سورت کی شان الگ ہے۔ چنانچہ حضور شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں جو شخص بعد از نماز (مغرب یا عشاء) قرآن کریم کی دو سورتیں (۱) سورۃ حم سجدہ، (۲) سورۃ الملک پڑھتا ہے تو وہ اسے قبر میں عذاب الہی سے نجات دلاتی ہیں۔ اگر وہ عذاب کا مستحق بھی ہو تو یہ دونوں سورتیں اس آدمی پر اس طرح ڈھال بن جاتی ہیں جیسے مرغی اپنے چوزوں کو پروں میں ڈھانپتی ہے۔ پھر اللہ تعالی کی باگاہ میں عرض کرتی ہیں کہ اس شخص سے عذاب اٹھالے یا ہمیں قرآن مجید سے نکال دے۔ جب دو سورتوں کا یہ مقام ہے تو پورے قرآن کریم کی کیا شان ہوگی۔ اس لئے کم از کم ان دو سورتوں کی تلاوت لازمی کریں۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں، دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس درجات بلند ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب وہ جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔ پھر یہ مہینہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ہے۔ اس لئے اس سلسلے میں ٹال مٹول سے کام نہ لیں کہ آج نہیں کل کرلیں گے، کیونکہ دن تو تین ہیں ایک تو جو گزر گیا، ایک آج کا ہے جو کہ عمل کا دن ہے اور ایک آنے والے کل کا دن ہے جس کی صرف امید ہی امید ہے۔ یہ نہیں معلوم کہ وہ آئے گا یا نہیں گزشتہ کل ایک نصیحت ہے، آج کا دن غنیمت ہے اور کل کا دن صرف خیال ہے۔ اسی طرح مہینے تین ہیں۔ رجب تو گزر گیا، وہ لوٹ کر نہیں آئے گا۔ رمضان المبارک کا انتظار ہے، معلوم نہیں کہ زندگی رہے یا نہ رہے۔ بس شعبان المعظم ہی ان دونوں کے درمیان ہے۔ اسی لئے اس میں عبادت کو غنیمت جاننا چاہئے۔

تو آیئے! اس ماہ معظم میں اپنے اوقات کار میں سے زیادہ سے زیادہ وقت نکال کر نماز، روزہ، درود شریف اور تلاوت قرآن کریم کی صورت میں عبادات کا خوب اہتمام کریں۔ تاکہ رمضان المبارک کے استقبال کے ساتھ ساتھ صحیح معنوں میں اس کی تیاری بھی ہو جائے۔ اللہ تعالی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

(محمد معین الدین سیالوی)

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوْدٌ

مولانا احمد زمان خان قادری رضوی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوْدٌ۔" ("العادیات"۔)

"بے شک آدمی اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔"

اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش بھی نہیں کہ آدمی اپنے رب کا ناشکرا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ کی اگلی آیت میں:

"وَاِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَہِیْدٌ۔"

فرما کر اپنے ارشاد پر مہر تصدیق ثبت فرمادی ہے۔ آدمی اسی ناشکری کا مرتکب پیدائش سے موت تک ہوتا رہتا ہے اور پھر طرفہ یہ کہ وہ محسوس بھی نہیں کرتا کہ وہ ایسا کر رہا ہے۔ اس بے حسی میں قصور بچے کے والدین کا بھی ہوتا ہے کہ وہ اسے یہ احساس نہیں دلاتے اور بچے کے ذہن نشین نہیں کرتے کہ زندگی اور موت، تندرستی اور بیماری، خوش حالی اور تنگدستی سب اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور بندہ پر یہ فرض اور اللہ تعالیٰ کا اس پر یہ حق ہے کہ اس کی نعمتوں اور رحمتوں پر جو زندگی، تندرستی اور خوشحالی کی صورت میں اس نے عطا فرمائی ہیں، کا شکر ادا کیا جائے۔ بچوں کو بتایا جانا چاہیئے کہ صبح نیند سے جاگ کر، سورج طلوع ہونے پر، کھانا کھا کر، پانی پی کر، کپڑے پہن کر، اپنی تندرستی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہی ہوتا کہ نیند سے کوئی جاگے، یہ بھی تو ہوسکتا تھا کہ نیند کی حالت میں موت آجائے۔ جیسے سورۃ الزمر میں ارشاد ہے:

"یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا۔ فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی۔"

"اللہ جانوں کی وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انہیں ان کے سونے میں، پھر جس پر موت کا حکم فرمادیا اسے روک رکھتا ہے اور دوسری ایک مقرر معیاد تک چھوڑ دیتا ہے۔"

سورج طلوع ہونے پر اس لئے شکر ضروری ہے کہ اگر رات ہی رات ہوتی اور سورج طلوع نہ ہوتا تو ہر ذی روح حتیٰ کہ شجر وحجر کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی۔ سورۂ عنکبوت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمِنْ رَّحْمَتِہٖ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّہَارَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ۔"

"اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل ڈھونڈو اور تا کہ تم شکر گزار ہو جاؤ"

کھانا کھا کر اسلئے شکر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو تو یہ انسان کی قدرت نہیں کہ وہ کھانا کھاسکے، ہوسکتا ہے کہ کھانا میسر ہی نہ ہو، یا کھانا موجود تو ہو لیکن کسی وجہ سے کھانا کھانے سے معذور ہو۔

ارشاد الٰہی ہے:

"اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ۔"

"اللہ تعالیٰ جسے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔"

پانی پی کر شکر اس لئے کہ بارش اور کنوؤں، چشموں، ندیوں، نالوں، دریاؤں اور سمندروں میں پانی کا وجود اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محتاج ہے۔ اس کی مرضی نہ ہو تو یہ سب کچھ نہ ہو اور زندگی محال ہوجائے۔

سورہ واقعہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْہُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰہُ اُجَاجًا فَلَوْ لَا تَشْکُرُوْنَ۔"

"بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادل سے اتارا، یا ہم ہیں اتارنے والے۔ ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں، پھر کیوں شکر نہیں کرتے۔"

کپڑا پہن کر اس لئے شکر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو "اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ" کا مرتبہ دے کر حیوانات سے ممیّز فرمایا۔ ستر پوشی کا شعور عنایت فرمایا اور ایسے اسباب بنائے کہ بد سے بدتر، مفلوک الحال انسان بھی اس کے کرم کے طفیل ستر پوشی کر لیتا ہے۔

سورہ نحل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ۔"

"اور تمہارے لئے کچھ پہناوے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں۔"

تندرستی ہو اس لئے شکر ضروری ہے کہ ان گنت مخلوق ہے بیمار ہے، معذور ہے، اپاہج ہے، فاتر العقل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کرم و احسان ہی ہے کہ اس نے تندرستی کی بے بہا نعمت سے نواز ہے۔ وہ چاہتا تو تندرستی خطرہ میں پڑ جاتی۔

سورہ یونس میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ۔"

"اور اگر اللہ تجھے تکلیف پہنچانا چاہے اسکا کوئی ٹالنے والا نہیں اسکے سوا۔ اور اگر تیرا بھلا چاہے تو اسکے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں۔"

شکر ادا کرنے کیلئے قرآن عظیم میں متعدد مقامات پر واضح احکامات ہیں۔

سورہ ابراہیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۔"

"اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو تمہیں اور دوں گا اور ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔"

سورہ تکاثر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ۔"

"پھر بے شک اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی۔"

سورہ لقمان میں ارشادِ ربانی ہے:

"وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔"

"اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو بے شک اللہ بے پرواہ ہے سب خوبیوں سراہا۔"

شکر ادا کرنے کی اہمیت اور ضرورت کے ذکر کے بعد اب چند مخصوص موقعوں پر کلمات شکر پر مشتمل دعائیں لکھی جا رہی ہیں، جو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی عَلَيْهِ الرَّحْمَة سے منقول ہیں:

نیند سے بیدار ہو کر ان الفاظ میں شکر ادا کریں:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ اَحْيَانَا بَعْدَ مَاۤ اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔"

"اس اللہ جل شانہ کا (بہت بہت) شکر ہے جس نے مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف مر کر جانا ہے۔"

بعد فراغت حوائج ضروریہ اس طرح شکر ادا کریں:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ۔"

"اس اللہ جل شانہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے میری تکلیف دور کی اور مجھے عافیت بخشی۔"

کھانے سے فارغ ہو کر ان الفاظ میں شکر ادا کریں:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔"

"شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔"

نیا کپڑا پہنیں تو اس طرح شکر ادا کریں:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ۔"

"شکر ہے اللہ جل شانہ کا جس نے مجھے یہ پہنایا اور بغیر میری طاقت و قوت کے یہ مجھ کو عطا فرمایا۔"

چھینک آئے تو شکر اس طرح ادا کریں:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى."

"اللہ تعالیٰ کی بہت بہت تعریف ہے اس پر جس میں خوب برکت ہے اور جس میں خوب برکت (نازل) ہو۔ جس طرح ہمارا پروردگا کرے اور راضی ہو۔"

کوئی پسندیدہ چیز دیکھنے پر اس طرح شکر ادا کرے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔"

"سب تعریف اس کیلئے ہے جس کی مدد سے نیک کام پورے ہوتے ہیں۔"

کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھیں تو کہیں:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔"

"اللہ کا شکر ہے ہر حال میں۔"

کسی کو بیمار، یا تکلیف، مصیبت واذیت میں مبتلا دیکھیں تو کہیں:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا۔"

"شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے مجھے اس چیز (دکھ، تکلیف) سے عافیت میں رکھا، جس میں تجھے مبتلا رکھا ہے اور بہت سی مخلوق پر مجھے نمایاں فضیلت دی۔"

سورج نکلنے پر اس طرح شکر ادا کریں:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اٰتٰى لَنَا يَوْمَ هٰذَا وَلَمْ يُهْلِكْنَا بِذُنُوْبِنَا۔"

"اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہمیں آج کا دن دکھایا اور ہمارے (کل کے) گناہوں کے سبب ہمیں ہلاک نہ کر ڈالا۔"

اور یہ سب کچھ حمد وشکر کی بجا آوری فرائض وواجبات وسنن کی بالالتزام پابندی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اس ذمہ داری کا احساس اسی کا حصہ ہے جس کو ہدایت ملی۔

جیسے سورہ کہف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا۔"

"جسے اللہ راہ دے تو وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اسے کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔"

لیکن ہدایت کے دروازے وا کرنے کیلئے اسی رب کریم ورحیم نے بطفیل رسول کریم ﷺ، مومنین کے ہاتھ میں کنجی دے دی ہے "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" کے قالب میں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ اسکے احکام حتی المقدور بجالائیں کہ اس کی رضا حاصل ہو۔ کماحقہ بجا آوری تو انسان کی قدرت سے باہر ہے کیوں کہ از ازل تا ابد بھی کوئی اس کے لطف وکرم پر حمد وشکر بجالاتا ہے تو اس کا حق ادا ہونا ممکن نہیں اور بالآخر کہنا یہی ہوگا:

حق تو یہ ہے کہ ادا نہ ہوا

"وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔"

بقیہ: پاکستان میں نظامِ زکوٰۃ کے معاشی اثرات کا جائزہ

خلاصہ کلام:

معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہے کہ دولت کے بہاؤ کا رخ دولت مندوں سے غریبوں کی طرف ہو اور اس کا مستقل انتظام زکوٰۃ کی صورت میں ہی ممکن ہے۔ اگر معیشت کو اسلام کے نظام زکوٰۃ کے ذریعے معاشرے کی کماحقہ بنیادوں پر استوار کیا جائے اور نظام زکوٰۃ کے عمل کو اوپر سے نچلی سطح تک منظم، مربوط اور مستحکم کیا جائے تو اسلام کے اس روشن اصول کے ذریعے معاشرے سے تنگدستی اور غربت کے اندھیروں کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ. لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔" ("المرجع السابق"۔)

"اور انکے اموال میں سائل اور محروم (سب حاجتمندوں) کا حق مقرر تھا۔"

آج کے دور میں ضرورت اس امر کی ہے کہ نظام زکوٰۃ کو منظم ومربوط طریق سے فعال کیا جائے تا کہ اس کے فوائد وثمرات سے ملک و قوم اور حقدار لوگ صحیح معنوں میں مستفید ہو سکیں۔

درسِ حدیث

آخری قسط

امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

ابو بلال مولانا محمد سیف علی سیالوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۔۔۔گذشتہ سے پیوستہ۔۔۔

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی دعا:

امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے دادا جی کے بارے کتب تاریخ میں ایک واقعہ مذکور ہے، چونکہ وہ فارس النسل تھے، لہٰذا ان کے ہاں نوروز (اہل فارس کا قومی جشن) عید کے طور پر منایا جاتا تھا۔ جب نوروز آیا تو وہ مسرت وخوشی کا اظہار کرنے کیلئے فالودہ لے کر حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا:

''ہمارا نوروز ہر روز ہوتا ہے اور آپ نے انکے واسطے اور ان کی اولاد کیلئے برکت کی دعا فرمائی وہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ امام اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ جیسی ہستی پیدا ہوئی۔''(۱)

اس واقعہ سے امام اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کیلئے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم کا برکت کی دعا کرنا تو صریح ہے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ کے دادا جی بھی تابعی تھے۔

مقامِ تابعیت:

اللہ عزوجل کی مخلوقات میں سب سے برتر حضور جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔ آپکے بعد ''اولو العزم من الرسل'' ان کے بعد باقی انبیاء عَلَیۡھِمُ السَّلَام کا مقام ہے۔ انبیاء عَلَیۡھِمُ السَّلَام کے بعد صحابہ کرام عَلَیۡھِمُ الرِّضۡوَان اور صحابہ کے بعد تابعین عظام سے اونچا کسی کا مقام نہیں ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ بھی جلیل القدر تابعی ہیں اس متعلق اکابر محدثین اور ائمہ دین تصریحات پیش کی جائیں گی، پہلے حضرت سیدنا امام جلال الدین سیوطی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ کے نور بار قلم سے تابعی کی تعریف پیش خدمت ہے۔

امام جلال الدین سیوطی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ متوفی (۹۱۱) فرماتے ہیں کہ:

''تابعی وہ ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو اگر چہ اس کی صحبت اختیار نہ کی ہو جیسا کہ صحابی کے بارے میں کہا گیا ہے۔''

یہی امام حاکم کا موقف ہے۔ ابن صلاح نے اس تعریف پر کہا:

''یہ قریب ترین ہے۔''

امام نووی نے کہا:

''یہ زیادہ واضح ہے۔''

عراقی نے کہا:

''اکثر محدثین کا اسی پر عمل ہے۔''(۲)

امام ابن سعد متوفی (۲۳۰) فرماتے ہیں:

''یقیناً امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے حضرت انس بن

۱: ''تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ'' صفحہ :۱۳، مطبوعہ دار القلم، لاہور۔ ''الخیرات الحسان'' دوسری فصل، صفحہ :۴۷، مطبوعہ ترکی۔ ''تہذیب الکمال'' جلد:۷، صفحہ :۳۴۰، ترجمۃ النعمان بن ثابت، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔ ''تاریخ بغداد'' جلد :۱۳، صفحہ :۳۲۷، ترجمۃ النعمان بن ثابت ابوحنیفۃ الامام، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ ''تہذیب التہذیب'' جلد:۸، صفحہ :۵۱۲، حرف النون من اسمہ النعمان، مطبوعہ دار الفکر، بیروت۔ ''تہذیب الاسماء واللغات'' جلد دوم، صفحہ :۱۸۵، القسم الاوّل ابوحنیفۃ الامام، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ ''سیز اعلام النبلاء'' جلد:۶، صفحہ :۴۵۴، ترجمہ ابوحنیفۃ مطبوعہ دار الحدیث، مصر۔ ''وفیات الاعیان وابناء الزمان'' جلد :۵، صفحہ :۴۵۷، الامام ابوحنیفۃ، مطبوعہ نفیس اکیڈمی، کراچی۔ ''مقامات امام اعظم ابوحنیفہ'' صفحہ:۱۵۲، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور۔

۲: ''تدریب الرّاوی'' جلد:۲، صفحہ:۲۳۴، ''نوع الاربعون مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، کراچی۔

مالک وعبداللہ بن حارث بن جزء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو دیکھا ہے۔"(۳)

۲: خطیب بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْہَادِی متوفی (۴۶۳) فرماتے ہیں کہ:

"آپ نے حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زیارت کی ہے۔"(۴)

۳: علامہ ابن جوزی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ متوفی (۵۹۷) فرماتے ہیں:

"آپ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ نے حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی۔"(۵)

۴: امام نووی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ متوفی (۶۷۶) فرماتے ہیں:

"امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اصحاب الرائے کے امام، اہلِ عراق کے فقیہہ۔ آپ نے حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھا ہے۔"(۶)

۵: علامہ ابن خلکان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ متوفی (۶۸۱) لکھتے ہیں:

"خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زیارت کی ہے۔"(۷)

۶: علامہ ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ متوفی (۸۵۲) امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ:

"آپ نے حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھا تھا۔"(۸)

۷: امام ابوالحجاج المزی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ متوفی (۷۴۲) فرماتے ہیں کہ:

"امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اہلِ عراق کے فقیہہ ہیں۔ آپ نے حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھا ہے۔"(۹)

۸: علامہ شمس الدین ذہبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ متوفی (۷۴۸) فرماتے ہیں کہ:

"جب حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اہلِ کوفہ کے پاس تشریف لائے تو امام صاحب نے ان کی زیارت کی۔"(۱۰)

۹: امام ذہبی اپنی دوسری تصنیف لطیف میں لکھتے ہیں کہ:

"آپ نے حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کئی بار دیکھا۔"(۱۱)

۱۰: امام ذہبی اپنی تیسری شہرہ آفاق کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

"آپ نے حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کئی مرتبہ کوفہ میں دیکھا جب وہ کوفہ تشریف لائے۔"(۱۲)

۱۱: حافظ ابن کثیر دمشقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ متوفی (۷۷۴) امام اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تعارف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ان چار ائمہ میں سے ایک ہیں جن کے مذاہب کی اتباع کی جاتی ہے اور آپ وفات کے اعتبار سے ان سب سے مقدم ہیں کیونکہ آپ نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا زمانہ پایا ہے اور حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھا ہے۔"(۱۳)

۳: "جامع البیان "لعلم وفضلہ، جلد اوّل، صفحہ: ۱۹۹، رقم: ۲۱۲، مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ، محلہ جنگی، پشاور۔
۴: "تاریخ بغداد" جلد: ۱۳، صفحہ: ۳۲۵، ترجمہ النعمان بن ثابت، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت۔
۵: "المنتظم فی تاریخ الملوک والامم" جلد: ۵، صفحہ: ۱۸۵، ترجمة النعمان بن ثابت، مطبوعہ دار الفکر، بیروت۔
۶: "تہذیب الاسماء واللغات" جلد دوم، صفحہ: ۸۴، القسم الاول، ترجمہ ابو حنیفة الامام، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت۔
۷: "وفیات الاعیان وابناء الزمان" جلد: ۵، صفحہ: ۴۵۷، الامام ابوحنیفہ، مطبوعہ نفیس اکیڈمی، کراچی۔
۸: "تہذیب التہذیب" جلد: ۷، صفحہ: ۵۱۶، ترجمة النعمان بن ثابت، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت۔
۹: "تہذیب الکمال" جلد: ۷، صفحہ: ۳۳۹، ترجمة النعمان بن ثابت، مطبوعہ مؤسسة الرسالة، بیروت۔
۱۰: "سیر اعلام النبلاء" جلد: ۶، صفحہ: ۴۵۲، ترجمہ ابوحنیفہ، مطبوعہ دار الحدیث، مصر۔
۱۱: "تذکرۃ الحفاظ" جلد اوّل، صفحہ: ۱۲۶، الطبقة الخامسة، ترجمہ ابوحنیفة الامام الاعظم، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت۔
۱۲: "تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام" جلد: ۹، صفحہ: ۱۹۳، حرف النون، ترجمة النعمان بن ثابت، مطبوعہ المکتبة التوفیقیہ، مصر۔
۱۳: "البدایہ والنہایہ" جلد: ۱۰، صفحہ: ۳۹۶، امام اعظم ابوحنیفہ کے حالات، مطبوعہ دار الاشاعت، کراچی۔

۱۳۔۱۲: حافظ ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِ متوفی (۸۵۲)

امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ کی تابعیت کے بارے میں پوچھے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ کی تابعیت کا سوال امام ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِ کے سامنے اٹھایا گیا تو انہوں نے مندرجہ ذیل جواب دیا:

''امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ نے صحابہ کی ایک جماعت کو پایا ہے۔ اس لئے کہ آپ کی کوفہ میں ولادت ہوئی ہے۔ اور اس وقت وہاں صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ موجود تھے۔ اس لئے بالاتفاق ان کی وفات ۸۰ ہجری کے بعد ہوئی ہے۔ اور ان دنوں بصرہ میں حضرت انس بن مالک موجود تھے۔ ان کی وفات ۹۰ ہجری میں یا اس کے بعد ہوئی ہے۔ اور ابن سعد نے ایسی سند سے جس میں کوئی خرابی نہیں ہے یہ بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ نے حضرت انس رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ کو دیکھا ہے۔ نیز ان دونوں حضرات کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ مختلف شہروں میں بقید حیات موجود تھے۔ اور بعض علماء نے امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ صحابہ سے روایت کردہ احادیث کے بارے میں مختلف جز جمع کئے ہیں۔ لہٰذا اس اعتبار سے امام اعظم رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ تابعین کے طبقے میں سے ہیں اور یہ مرتبہ دوسرے شہروں میں رہنے والے آپ کے ہم عصر ائمہ میں سے کسی ایک کو بھی حاصل نہ ہوسکا۔''(۱۴)

۱۴: امام بدرالدین عینی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِ متوفی (۸۵۵)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ کا تعارف بیان کرتے ہوئے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ کا ان کی زیارت کرنے کو درج ذیل الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ، ابی اوفیٰ کا نام علقمہ اسلمی ہے۔ حضرت ابن ابی اوفیٰ اور آپ کے والد گرامی رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُمَا کو صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ آپ وہ آخری صحابی ہیں جنہوں نے کوفہ میں وصال فرمایا اور آپ کا شمار ان جملہ صحابہ میں ہوتا ہے جن کی امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ نے زیارت کی ہے۔''(۱۵)

۱۵: دوسرے مقام پر علامہ بدرالدین عینی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ، آپ کے والد کا نام حضرت علقمہ بن خالد بن حارث اسلمی مدنی رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ ہے۔ آپ بیعت رضوان میں شریک صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُمْ میں سے ہیں۔ آپ سے (۹۵) احادیث کی گئی ہیں۔ امام بخاری نے (۱۵) روایت کی ہیں۔ آپ وہ آخری صحابی ہیں۔ جنہوں نے کوفہ میں (۸۷) ہجری میں وصال فرمایا۔ اور آپ کا شمار ان سات صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ہوتا ہے جن کو امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ نے (۸۰) ہجری میں پایا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ کی عمر اس وقت سات سال کی تھی جو کہ اشیاء کو سمجھنے اور ان میں تمیز کرنے کا وقت ہوتا ہے۔''(۱۶)

۱۶: تیسرے مقام پر علامہ عینی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ ان صحابہ میں سے ایک ہیں جن سے امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ نے روایت کیا ہے۔ لہٰذا کسی منکر متعصب کی بات کی طرف دھیان نہیں دیا جائے گا۔''(۱۷)

۱۷: صدر الائمہ امام موفق بن احمد مکی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِ متوفی (۵۶۸) ہجری لکھتے ہیں:

''حضرت امام ابویوسف رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ ۹۶ ہجری میں فوت ہوئے۔''

۱۴: ''الخیرات الحسان'' صفحہ: ۵۱، فصل چھٹی، مطبوعہ ترکی۔ ''تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابوحنیفۃ'' صفحہ: ۲۱۔۲۲، مطبوعہ دارالقلم، لاہور۔

۱۵: ''عمدۃ القاری'' کتاب البیوع، باب مایکرہ من الحلف فی البیع، جلد: ۱۱، صفحہ: ۳۹۳، تحت الحدیث ۲۰۸۸، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔

۱۶: ''عمدۃ القاری'' کتاب الزکوٰۃ، باب صلاۃِ الامام ودعائہ لصاحب، جلد: ۹، صفحہ: ۱۳۵، تحت الحدیث: ۱۴۹۷، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔

۱۷: ''عمدۃ القاری'' ابواب العمرہ، باب متی یحل المعمر، جلد: ۱۰، صفحہ: ۱۸۱، تحت الحدیث، ۱۷۹۲، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔

آپ نے فرمایا کہ:

''میں اپنے والد گرامی کیساتھ ۹۶ ہجری میں حج کو گیا تو اس وقت میری عمر سولہ سال تھی میں نے ایک شخص کو حرم پاک میں دیکھا لوگ ان کے اردگرد جمع تھے۔''

میں نے اپنے والد گرامی سے دریافت کیا کہ:

''یہ کون بزرگ ہیں؟''

انہوں نے فرمایا کہ:

''یہ حضور جانِ کائنات ﷺ کے صحابی ہیں ان کا اسم گرامی عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی ہے۔''

میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ:

''ان کے پاس کیا ہے کہ لوگوں کے ایک ہجوم نے انہیں گھیرا ہوا ہے؟''

میرے والد صاحب نے فرمایا:

''ان کے پاس احادیث ہیں جو انہوں نے حضور جانِ کائنات ﷺ کی زبان مبارک سے سنی تھیں۔''

میں نے اپنے والد سے عرض کی:

''مجھے تھوڑا سا آگے کریں میں حضور جانِ کائنات ﷺ کے اس صحابی کی زیارت تو کرلوں اور احادیث مبارکہ بھی سنوں۔''

میرے والد محترم لوگوں کو ہٹاتے ہٹاتے مجھے آگے لے گئے۔

میں آپکے پاس پہنچا، زیارت کی اور انکی زبان سے سنا:

''مَنْ تَفَقَّهَ فِيْ دِيْنِ اللهِ كَفَاهُ اللهُ هَمَّهٗ وَرِزْقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔''

''جو شخص اللہ کے دین کی کوئی بات سمجھنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکے مقاصد اور رزق میں اتنی فراخی بخشے گا کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگی۔''(۱۸)

۱۸: امام حافظ الدین کردری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ متوفی (۸۲۷) لکھتے ہیں کہ:

''امام المسلمین ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بلاشک وریب تابعی ہیں۔ آپ نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی زیارت بھی کی ہے اور ان سے احادیث بھی سنی ہیں۔''(۱۹)

۱۹: علامہ عبدالحی لکھنوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ متوفی (۱۳۰۴) فرماتے ہیں:

''امام دارقطنی، ابن سعد، خطیب، ذہبی، ابن حجر، ولی الدین عراقی، سیوطی، ملا علی قاری، اکرم سندھی، ابومعشر، حمزہ سہمی، یافعی، جزای، تورپشتی، ابن الجوزی، سراج صاحب کشف الکشاف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ یہ سب علماء ثقات تصریح کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تابعی تھے۔ ان میں سے اگر کسی نے انکار بھی کیا ہے تو امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی صحابہ سے روایت کا انکار کیا ہے اور یہی تصریح محدثین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اور معتبر مؤرخین کی ایک دوسری جماعت نے بھی کی ہے۔ میں نے ان حضرات کی عبارتوں کو طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تابعیت کے باب میں مَیں نے جو کچھ نقل کیا ہے اسکو مذکورہ بالا کتب کے مطالعہ اور تحقیق کے بعد نقل کیا ہے صرف دوسروں کی نقل پر اعتماد کرتے ہوئے نہیں لکھا۔

چنانچہ جو شخص بھی مذکورہ کتابوں کا مطالعہ کریگا اسے میری نقول کی صداقت معلوم ہوجائے گی۔ رہے ہمارے فقہاء کے اقوال تابعیت کے باب میں تو وہ حد شمار سے بھی زیادہ ہیں۔ مؤرخین میں سے جو بھی امام صاحب کی تابعیت کا منکر ہے وہ اعتماد، قوت حفظ اور وسعت نظر میں مثبتین کے درجہ کا نہیں۔ لہٰذا ان کے مقابلے میں اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔ دیکھئے شیخ الاسلام ذہبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جو نقل وروایت تمام دنیا کے نزدیک معتمد ہیں۔ اگر وہ اکیلے ہی امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تابعیت کی تصریح کر دیتے تو صرف ان کی تصریح ہی ان لوگوں کی تردید کیلئے کافی تھی جو امام صاحب کی تابعیت کے قائل نہیں۔ کجا کہ امام الحفاظ ابن حجر اور رأس الثقات امام ولی الدین عراقی اور خاتمۃ الحفاظ سیوطی اور عمود المؤرخین یافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ وغیرہ بھی اس باب میں ان ہی کے ہمنوا ہیں۔

۱۸: ''مناقب امام اعظم'' باب سوم، صفحہ: ۵۷۔۵۸، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور۔

۱۹: ''مقامات امام اعظم'' صفحہ: ۵۹، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور۔

اور اس سے پہلے خطیب اور دار قطنی یہی بات کہہ چکے ہیں اور یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ خطیب اور دار قطنی کا کیا مقام ہے۔ یہ دونوں بلند پایہ کے مستند اور معتمد امام ہیں۔ اب منکر کیلئے یہی صورت رہ گئی ہے کہ یا تو وہ ان علماء ثقات کی تکذیب کرے۔ سو اگر وہ اس بات پر جما ہوا ہے تو اس سے گفتگو بیکار ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ کم پایہ کے لوگوں کی بات اعلیٰ پایہ کے حضرات کے مقابلے میں مقدم تو اس سے یہ لازم آئیگا کہ ایک نا قابل ترجیح بات کو ترجیح دی جائے۔ لہٰذا علماء منصفین سے یہی توقع ہے کہ ان اکابر کی تصریحات کو پڑھنے کے بعد ان کو مجال انکار نہیں رہے گا۔(۲۰)

۲۰: صاحب سبل الھدیٰ والرشاد امام سیوطی کے تلمیذ رشید امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے صراحت کیساتھ لکھا ہے کہ:

''ائمہ حدیث نے حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زیارت کرنے کو صحیح قرار دیا ہے۔''(۲۱)

غیر مقلد کی گواہی:

مولوی ابوبکر غزنوی غیر مقلد لکھتے ہیں کہ:

''ایک بار والد عبد الجبار غزنوی کے درسِ بخاری میں ایک طالب علم نے کہہ دیا کہ امام ابوحنیفہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کو پندرہ حدیثیں یاد تھیں، مجھے ان سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں۔ والد صاحب کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اس کو حلقہ درس سے نکال دیا اور مدرسہ سے بھی خارج کر دیا اور کہا کہ اس شخص کا خاتمہ دین حق پر نہیں ہوگا۔ ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ معلوم ہوا کہ وہ طالب علم مرتد ہو گیا ہے۔''(۲۲)

آپ ہی اپنی اداؤں پہ غور کرو
ہم نے اگر بات کی تو شکایت ہوگی

۲۰:''مجموعۃ الرسال اللکھنوی'' جلد:۲، صفحہ :۱۳۱، اقامۃ الحجۃ ان الاکثار فی التعبدلیس ببدعۃ، مطبوعہ کتب خانہ ملی، ایران۔

۲۱:''عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان'' الباب الثالث، صفحہ:۵۰، مکتوبہ نعمانیہ، پیشاور۔

۲۲:مولانا داؤد غزنوی'' صفحہ:۳۸۴، مطبوعہ فاران اکیڈمی، قذافی سٹریٹ، ۱۷۔ اردو بازار، لاہور۔

بقیہ: شب برات ۔۔۔ راہِ نجات

شب براءت میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی دعا:

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ شب براءت کی رات نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے لمبے لمبے سجدے کیے اور میں نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو سجدوں میں یہ دعا مانگتے سنا:

''اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔''

''اے اللہ! میں تیرے عفو کی پناہ چاہتا ہوں تیری سزا سے اور تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں تیرے غصہ سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری سختیوں سے ۔اے اللہ! میں تیری تعریف کا شمار نہیں کر سکتا، میری ذات ایسی ہی بلند و بالا ہے جیسے تو نے خود فرمایا۔''

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے صبح عرض کیا:

''یارسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم! آپ رات کو یہ دعا پڑھ رہے تھے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''يَاعَائِشَةُ تَعَلَّمِيْهِنَّ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: تَعَلَّمِيْهِنَّ وَ عَلِّمِيْهِنَّ فَاِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَنِيْهِنَّ وَاَمَرَنِيْ أَنْ اُرَدِّدَهُنَّ فِي السُّجُوْدِ۔''(۱۰)

''اے عائشہ! تم اس دعا کو یاد کرو گی؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا سیکھ لو مجھ کو یہ کلمات جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے سکھائے ہیں اور کہا ہے کہ سجدہ میں ان کو بار بار پڑھا کرو۔''

۱۰:المنذری:''الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف'' کتاب الأدب و غیرہ باب: الترھیب من التھاجر والتشاحن والتدابر، جلد:۳، ص:۳۰۸، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔

شبِ براءت۔۔۔راہِ نجات

مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہِ شعبان المعظم میں ایک رات ایسی بھی آتی ہے۔ جو بڑی بابرکت اور بزرگی والی رات ہے۔ اسکے کئی نام ہیں۔

۱: "لَیۡلَۃُ الصَّکِّ" یعنی دستاویز والی رات۔

۲: "لَیۡلَۃُ الۡمُبَارَکَۃِ" یعنی برکتوں والی رات۔

۳: "لَیۡلَۃُ الرَّحۡمَۃِ" یعنی اللہ رب العزت کی رحمت خاصہ کے نزول کی رات۔

۴: "لَیۡلَۃُ الۡبَرَاءَۃِ" یعنی جہنم سے چھٹکارہ ملنے اور بری ہونے کی رات۔(۱)

مگر عرف عام میں یہ رات شب براءت کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔ جو عربی اور فارسی کے دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔ "شب" کے معنی فارسی میں رات کے ہیں اور "براءت" عربی کا لفظ ہے۔ جس کے معنی بری ہونے کے ہیں۔ چونکہ اس رات میں لاتعداد وان گنت لوگ رحمتِ خداوندی کے طفیل دوزخ سے بری ہوتے ہیں اور نجات پاتے ہیں اس لئے اس رات کو "شب براءت" کہتے ہیں۔

۱: مغفرت ہی مغفرت:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی مکرم، نورِ مجسم، شہنشاہ دو عالم، شفیع معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَ جَلَّ یَنۡزِلُ لَیۡلَۃَ النِّصۡفِ مِنۡ شَعۡبَانَ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنۡیَا فَیَغۡفِرُ لِاَکۡثَرَ مِنۡ عَدَدِ شَعۡرِ غَنَمِ کَلۡبٍ۔"(۲)

"بے شک اللہ تعالیٰ شعبان معظم کی پندرہویں رات (شب براءت) کو آسمانِ دنیا کی طرف تجلی خاص فرماتا ہے اور (قبیلہ) بنی کلب کی بکریوں کے جتنے بال ہیں اس سے زیادہ تعداد میں (میری امت کی) مغفرت فرماتا ہے۔"

۲: دوزخ سے آزادی کی رات:

"قَالَتۡ عَائِشَۃُ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دَخَلَ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ فَوَضَعَ عَنۡہُ ثَوۡبَیۡہِ ثُمَّ لَمۡ یَسۡتَتِمَّ اَنۡ قَامَ فَلَبِسَھُمَا فَاَخَذَتۡنِیۡ غَیۡرَۃٌ شَدِیۡدَۃٌ ظَنَنۡتُ اَنَّہٗ یَاۡتِیۡ بَعۡضَ صَوَیۡحِبَاتِیۡ فَخَرَجۡتُ اَتۡبَعُہٗ فَاَدۡرَکۡتُہٗ بِالۡبَقِیۡعِ الۡغَرۡقَدِ یَسۡتَغۡفِرُ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ وَالشُّھَدَآءِ فَقُلۡتُ: بِاَبِیۡ

۱: ملاعلی قاری: "البیان فی بیان فضل النصف من شعبان ولیلۃ القدر من رمضان" ص:۵، مطبوعہ دار الکتب صدف پلازہ محلہ جنگی پشاور۔

۲: الترمذی: "الجامع الصحیح "ابواب الصوم، باب: ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، رقم الحدیث: ۷۳۹، ص :۲۴۶، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض۔ ابن ماجہ: "السنن "ابواب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیھا، باب: ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان رقم الحدیث: ۱۳۸۹، ص:۲۴۴، ص:۲۴۵ مطبوعہ دارالسلام للنشرو التوزیع الریاض۔ التبریزی: "مشکوٰۃ المصابیح" باب: قیام شھر رمضان ص:۱۱۴، ص:۱۱۵، مطبوعہ اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ کراچی۔ ابن ابی شیبہ: "المصنف "کتاب الدعا، باب: ماقالوا فی لیلۃ النصف من شعبان و مایغفر فیھا من الذنوب، جلد:۷، ص:۱۳۹، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔ الھندی: "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال "کتاب الفضائل الباب الثامن: فی فضائل الامکنۃ والازمنۃ، الفصل الثانی :فی فضائل الازمنہ والشھور رقم الحدیث: ۳۵۱۷۵، جلد :۱۲، ص:۱۴۰، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ الخازن: "لباب التأویل فی معانی التنزیل المعروف بہ تفسیر خازن" زیرآیت :انا أنزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ (سورہ الدخان آیت:۳، پارہ :۲۵) جلد :۴، ص :۱۲۰، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔

وَاُمِّیْ اَنْتَ فِیْ حَاجَۃِ رَبِّكَ وَاَنَا فِیْ حَاجَۃِ الدُّنْیَا۔ فَانْصَرَفْتُ فَدَخَلْتُ حُجْرَتِیْ وَلِیْ نَفَسٌ عَالٍ وَلَحِقَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: مَاھٰذَا النَّفَسُ یَاعَائِشَۃُ؟ فَقُلْتُ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ اَتَیْتَنِیْ فَوَضَعْتَ عَنْكَ ثَوْبَیْكَ ثُمَّ لَمْ تَسْتَتِمَّ اَنْ قُمْتَ فَلَبِسْتَھُمَا فَاَخَذَتْنِیْ غَیْرَۃٌ شَدِیْدَۃٌ ظَنَنْتُ اَنَّكَ تَاْتِیْ بَعْضَ صُوَیْحِبَاتِیْ حَتّٰی رَاَیْتُكَ بِالْبَقِیْعِ تَصْنَعُ مَاتَصْنَعُ، قَالَ یَا عَائِشَۃُ اِنْ كُنْتِ تَخَافِیْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْكِ وَرَسُوْلُہٗ، بَلْ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ، فَقَالَ: ھٰذِہِ اللَّیْلَۃُ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَ لِلّٰہِ فِیْھَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شُعُوْرِ غَنَمِ كَلْبٍ۔"(۳)

"حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور اپنے کپڑے اتارے تھوڑی دیر گزرنے نہ پائی تھی کہ آپ ﷺ نے ان کو پھر پہن لیا، مجھ کو یہ خیال آیا کہ آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی اور کے پاس جارہے ہیں اس لئے مجھے بہت غیرت آئی، میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے ہولی، جاکر دیکھا تو آپ ﷺ جنت البقیع میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کر رہے ہیں، میں نے دل میں کہا کہ آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان جائیں آپ ﷺ خدا کے کام میں مصروف ہیں اور میں دنیا کے کام میں، میں وہاں سے واپس اپنے حجرے میں چلی آئی (اس آنے جانے میں) میرا سانس پھول گیا، اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور دریافت فرمایا یہ سانس کیوں پھول رہا ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ قربان ہوں آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے جلدی سے دوبارہ کپڑے پہن لئے، مجھ کو یہ خیال کر کے سخت رشک ہوا کہ آپ ﷺ ازواج مطہرات میں کسی اور کے پاس تشریف لے گئے ہیں نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں نے آپ ﷺ کو خود بقیع غرقد میں جا دیکھا کہ آپ ﷺ کیا کر رہے ہیں آپ نے فرمایا: عائشہ کیا تمہارا یہ خیال تھا کہ خدا اور خدا کا رسول تمہارا حق ماریں گے؟ (اصل بات یوں ہے) جبرائیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ رات شعبان المعظم کی پندرہویں رات (یعنی شبِ براءت) ہے اور خداوند عالم اس رات میں بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے جو کہ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔"

نکتہ ءعظیمہ:

مناظرِ اسلام، ضیغمِ اسلام، بحرِ علم و عرفان، ولی کامل، عالم باعمل، شیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا پیر مفتی محمد عنایت اللہ قادری رضوی حامدی سانگلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (خلیفہ اجل شہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ان احادیث کی تشریح میں یوں فرماتے ہیں:

"عرب میں بنی کلب کا قبیلہ سب قبیلوں سے زیادہ بکریاں پالتا تھا اور حضور شہنشاہ دوجہان، فخر عالمیان، باعثِ تخلیق این و آن، سیاح لامکان ﷺ نے ان بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کی مغفرت ارشاد فرمائی ہے، سبحان اللہ! کیسی مبارک رات ہے یہاں یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اہل سنت و جماعت ہی اہل نجات و اہل فلاح ہیں کیونکہ اتنی تعداد میں انہیں اہلسنت و جماعت کے افراد کی ہی بخشش ہو سکتی ہے دوسرا کوئی گروہ اتنی کثرت تعداد میں ہے ہی نہیں۔"

کہتے ہیں کہ عرب میں اس قبیلہ کے پاس بیس ہزار بکریاں تھیں اب اندازہ لگائیں کہ بیس ہزار بکریوں کے بال کتنے ہوں گے؟ ان کا شمار کرنا عقل انسانی سے ماوریٰ ہے، اسی طرح اس رات میں کتنے لوگ جہنم سے آزاد کیے جاتے ہیں وہ بھی عقل انسانی سے باہر ہیں۔

لہٰذا مسلمانوں کو اس مقدس اور بابرکت رات میں زیادہ سے نیکیوں اور دعاؤں میں مشغول رہنا چاہیے۔"(۴)

۳: البیہقی: "شعب الایمان" باب: فی الصیام ما جاء فی لیلۃ النصف من شعبان رقم الحدیث: ۳۸۳۷، جلد: ۳، ص: ۳۸۳، ص: ۳۸۴، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔ المنذری: "الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف" کتاب الأدب وغیرہ باب: الترھیب من التھاجر والتشاحن والتدابر، جلد: ۳، ص: ۳۰۷، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔ ملاعلی قاری: "التبیان فی بیان فضل لیلۃ النصف من شعبان و لیلۃ القدر من رمضان" باب: مایقال من الدعاء فی ھذہ اللیلۃ، ص: ۱۶، مطبوعہ دار الکتب صدف پلازہ محلہ جنگی پشاور۔

۴: "افادات و ملفوظات" حضرت شیر اہل سنت مرتب محمد افضال حسین نقشبندی غیر مطبوعہ۔

۳: شب براءت مخلوق پر فضل خداوندی:

"يَطَّلِعُ اللّٰهُ اِلٰى عِبَادِهٖ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ يُمْهِلُ الْكَافِرِيْنَ وَيَدَعُ اَهْلَ الْحِقْدِ بِحِقْدِهِمْ حَتّٰى يَدَعُوْهُ." (۵)

"حضرت سیدنا ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب شعبان کی پندرہویں شب (یعنی شب براءت) ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظر رحمت ڈال کر مسلمانوں کی مغفرت فرماتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتا ہے، اور کینہ پروروں کو انکا کینہ دور کرنے کیلئے بلاتا ہے، یہاں تک کہ وہ (اللہ تعالیٰ کو پکارا ٹھتے ہیں) اور اپنا کینہ چھوڑ دیتے ہیں۔"

۴: منادی کی ندا ہے کوئی بخشش کا طالب:

"عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ نَادٰى مُنَادٍ هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ، هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَاُعْطِيَهٗ." (۶)

"حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب شعبان المعظم کی پندرہویں شب (یعنی شب براءت) ہوتی ہے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے کہ میں اس کی مغفرت کردوں؟ کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اس کو عطا کردوں؟ اس وقت اللہ تعالیٰ سے جو مانگتا ہے اس کو ملتا ہے۔"

۵: یہ کونسی رات ہے؟

"عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّيْ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ قَدْ قُبِضَ فَلَمَّا رَاَيْتُ ذَالِكَ قُمْتُ حَتّٰى حَرَّكْتُ اِبْهَامَهٗ فَتَحَرَّكَ فَرَجَعْتُ فَلَمَّا رَفَعَ اِلَيَّ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ وَ فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ يَا عَائِشَةُ اَوْيَا حُمَيْرَاءُ اَظَنَنْتِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ خَانَ بِكِ، قُلْتُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّنِيْ ظَنَنْتُ اَنَّكَ قُبِضْتَ لِطُوْلِ سُجُوْدِكَ فَقَالَ اَتَدْرِيْنَ اَيُّ لَيْلَةٍ هٰذِهٖ؟ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذِهٖ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَطَّلِعُ عَلٰى عِبَادِهٖ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِلْمُسْتَغْفِرِيْنَ وَيَرْحَمُ الْمُتَرَحِّمِيْنَ وَيُؤَخِّرُ اَهْلَ الْحِقْدِ كَمَا هُمْ." (۷)

"حضرت علاؤالدین بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے اور نماز پڑھنے لگے اور اتنے لمبے سجدے کیے کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ ﷺ کی روح پرواز کرگئی ہے۔ میں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو میں اٹھی اور آپ ﷺ کے پاؤں کے انگوٹھے پاک کو حرکت دی، اس میں حرکت ہوئی میں واپس لوٹ آئی جب آپ ﷺ نے سجدے سے سر اقدس اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے عائشہ یا فرمایا اے حمیراء کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ کا نبی ﷺ تمہاری حق

۵: المنذری: "الترغيب والترهيب من الحديث الشريف" كتاب الادب وغيره باب: الترهيب من التهاجر والتشاحن و التدابر جلد: ۳، ص: ۳۰۸، مطبوعه مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه۔ الهندى: "كنز العمال فى سنن الاقوال والافعال" كتاب الفضائل، الباب الثامن: فى فضائل الامكنة والازمنة الفصل الثانى: فى فضائل الازمنة والشهور رقم الحديث: ۳۵۱۷۸، جلد: ۱۲، ص: ۱۴۱، مطبوعه مكتبه رحمانيه اقراء سنٹر غزنى سٹريٹ اردو بازار لاہور۔ الهيثمى: "مجمع الزوائد و منبع الفوائد" كتاب الأدب باب: ماجاء فى الشحناء، رقم الحديث: ۱۲۹۶۲، جلد: ۸، ص: ۷۸، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت لبنان۔ الطبرانى: "المعجم الكبير، جلد: ۲۲، ص: ۲۲۳، مطبوعه دار احياء التراث العربى بيروت لبنان۔ ابن قانع: "معجم الصحابة" باب: الجيم، ابو ثعلبة الخشنى جلد: ۱، ص: ۱۴۰، رقم الحديث: ۲۶۴، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت لبنان۔ ابن ابى عاصم: "السنة"، جلد: ۱، جلد: ۳۵۲، مطبوعه دار السمى للنشر والتوزيع الرياض۔

۶: البيهقى: "شعب الايمان" باب: فى الصيام۔۔۔ ماجاء فى ليلة النصف من شعبان رقم الحديث: ۳۸۳۶، جلد: ۳، ص: ۳۸۳، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، لبنان۔ الهندى: "كنز العمال فى سنن الاقوال والافعال" كتاب الفضائل، الباب الثامن: فى فضائل الامكنة والازمنة الفصل الثانى: فى فضائل الازمنة و لشهور رقم الحديث: ۳۵۱۷۳، جلد: ۱۲، ص: ۱۴۰، مبطوعه مكتبه رحمانيه اقرا سنٹر غزنى سٹريٹ اردو بازار لاہور۔ ملا على قارى: "التبيان فى بيان فضل ليلة النصف من شعبان" باب: فضل هذه الليلة، ص ۱۳ مطبوعه دار الكتب صدف پلازه محله جنگى پشاور۔

۷: المنذرى: "الترغيب والترهيب من الحديث الشريف" كتاب الصوم، باب: الترغيب فى صوم شعبان و ماجاء فى صيام النبى ﷺ له و فضل ليلة نصفه، جلد: ۲، ص: ۷۳، ص: ۷۴، مطبوعه مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه۔ البيهقى: "شعب الايمان" باب: فى الصيام۔۔۔ ماجاء فى ليلة النصف من شعبان رقم الحديث: ۳۸۳۵، جلد: ۳، ص: ۳۸۲، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت لبنان۔

تلفی کرے گا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بخدا ایسی بات نہیں ہے درحقیقت مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید آپ ﷺ کی روح مبارک پرواز کرگئی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے سجدے لمبے کئے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا جانتی بھی ہو یہ کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔فرمایا یہ شعبان المعظم کی پندرھویں شب (یعنی شب براءت) ہے، اللہ تعالیٰ اس رات اپنے بندوں پر نظر رحمت فرماتا ہے اور بخشش چاہنے والوں کی مغفرت فرماتا ہے اور طالبین رحم پر رحم فرماتا ہے اور کینہ پروروں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔"

۶: ہے کوئی رزق کا طالب:

"عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا فَإِنَّ اللهَ يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُوْلُ: أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ أَلَا كَذَا أَلَا كَذَا، حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ۔"(۸)

"حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب پندرہ شعبان المعظم کی شب (یعنی شب براءت) آئے تو رات قیام (عبادت) کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو، پس بے شک سورج غروب ہوتے ہی آسمان دنیا پر اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت نازل فرما کر ارشاد فرماتا ہے۔ ہے کوئی تم میں سے مغفرت طلب کرنے والا؟ کہ میں اس کو بخش دوں ہے کوئی تم میں سے رزق مانگنے والا؟ کہ میں اس کو رزق دوں ہے کوئی مصیبت زدہ؟ کہ میں اس کو عافیت دوں، ہے کوئی ایسا آوازیں طلوع فجر تک مسلسل آتی رہتی ہیں، مسلسل آتی ہیں۔"

۸: چار مبارک راتیں:

"عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَرْبَعُ لَيَالِيْهِنَّ كَأَيَّامِهِنَّ وَأَيَّامُهُنَّ كَلَيَالِيْهِنَّ يَبَرُّ اللهُ فِيْهِنَّ الْقَسَمَ وَيُعْتِقُ فِيْهِنَّ النَّسَمَ وَيُعْطِي الْجَزِيْلَ: لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَصَبَاحُهَا وَلَيْلَةُ عَرَفَةَ وَصَبَاحُهَا وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَصَبَاحُهَا وَلَيْلَةُ الْجُمُعَةِ وَصَبَاحُهَا۔"(۹)

"حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار راتیں ایسی ہیں کہ وہ اپنے دنوں کی طرح ہیں اور ان کے دن ان کی راتوں کی طرح ہیں (یعنی فضیلت میں ایک جیسے ہیں) اللہ تعالیٰ ان اوقات میں اپنے بندوں پر خصوصی فضل و کرم تقسیم فرماتا ہے جہنم سے آزادی بانٹتا ہے اور بے بہا اجر عطا فرماتا ہے، اور وہ دن اور راتیں یہ ہیں۔

۱: شب قدر اور اس کا دن۔

۲: شب عرفہ اور اس کا دن۔

۳: شب براءت اور اس کا دن۔

۴: شب جمعہ اور اس کا دن۔

(۔۔۔بقیہ صفحہ نمبر ۱۳ پر۔۔۔)

۸: ابن ماجہ: "السنن کتاب الصلاۃ" (ابواب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیہا) باب: ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان رقم الحدیث: ۱۳۸۸، ص: ۲۴۴، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ التبریزی: "مشکوٰۃ المصابیح" باب: قیام شہر رمضان الفصل الثالث ص ۱۱۵ مطبوعہ اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ کراچی۔ الدیلمی: "مسند الفردوس و ہو الفردوس بمأ ثور الخطاب" باب: الألف رقم الحدیث: ۱۰۰۷، جلد: ۱، ص: ۲۵۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ المنذری: "الترغیب والترہیب من الحدیث الشریف" کتاب الصوم باب: الترغیب فی صوم شعبان وماجاء فی صیام النبی ﷺ لہ، و فضل لیلۃ نصفہ جلد ۲ ص ۷۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔ الہندی: "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال" کتاب الفضائل، الباب الثامن: فی فضائل الامکنۃ والازمنۃ، الفصل الثانی: فی فضائل الازمنۃ والشہور رقم الحدیث: ۳۵۱۷۲، جلد: ۱۲، ص: ۱۴۰، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ ملا علی قاری: التبیان فی بیان فضل لیلۃ انصف من شعبان و لیلۃ القدر من رمضان باب: فضل ہذہ اللیلۃ، ص: ۱۱، مطبوعہ دار الکتب صدف پلازہ محلہ جنگی پشاور۔

۹: الہندی: "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال" کتاب الفضائل، الباب الثامن: فی فضائل الامکنۃ والازمنۃ الفصل الثانی: فی فضائل الازمنۃ والشہور رقم الحدیث: ۳۵۲۰۹، جلد: ۱۲، ص: ۱۴۴، مطبوعہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ ملا علی قاری: "التبیان فی بیان فضل لیلۃ النصف من شعبان و لیلۃ القدر من رمضان" ص: ۵۸، مطبوعہ دار الکتب صدف پلازہ محلہ جنگی پلازہ پشاور۔

تیرھویں قسط

شرح سلام رضا

مُصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعت تمام انبیاء عَلَیۡہِ السَّلَام سابقین کی شریعتوں کی ناسخ ہے:

حافظ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

"اختصاصه ﷺ بأنه خاتم النبيين وآخرهم بعثا وأنه أدركه الأنبياء لوجب عليهم يوم القيامة وناسخ لجميع الشرائع قبله وبأن شرعه مؤبد إلى أتباعه۔"(۱)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاتم النّبیین ہونا آپ کے خصائص میں سے ہے اور یہ کہ آپ کی بعثت تمام نبیوں کے آخر میں ہے اور یہ کہ آپ کی شریعت قیامت تک باقی رہنے والی ہے اور یہ کہ آپ کی شریعت آپ سے پہلی تمام شریعتوں کی ناسخ ہے اور یہ کہ انبیاء سابقین آپ کے عہد کو پاتے تو ان پر آپ کا اتباع واجب ہوتا۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وأنزلنا إليك الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب ومهيمنا عليه۔"(۲)

"اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظ گواہ۔"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

"هو الذی أرسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین كله۔"(۳)

"وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دِین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دِینوں پر غالب کرے۔"

حافظ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

"أورد ابن سبع هاتین الآیتین إستدلالا علی أن شرعه ناسخ لكل شرع قبله۔"(۴)

"ابن سبع نے ان دونوں آیتوں سے آپ کی شریعت آپ سے پہلے کی تمام شریعتوں کے ناسخ ہونے پر استدلال کیا ہے۔"

اور اس پر گواہ وہ روایت ہے جسے امام اہلِ سنت احمد بن حنبل عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ نے نقل کیا ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جو انھیں اہلِ کتاب میں سے کسی نے دی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب اسے دیکھا تو آپکے چہرۂ انور سے شدید غصے کے آثار نمایاں ہوئے اور آپ نے فرمایا:

"والذی نفسی بیده لو أن موسی كان حیا ما وسعه إلا أن یتبعنی۔"(۵)

۱: الخصائص الكبرى ۲: ۳۱۸، المكتبة الحقانية پشاور۔
۲: پارہ ۶، سورۃ المائدۃ، آیت: ۴۸۔
۳: پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت: ۳۳۔
۴: "الخصائص الکبریٰ" ۲: ۳۱۸، المكتبة الحقانية پشاور۔
۵: "مسند الإمام أحمد بن حنبل" ۳: ۳۸۷، مؤسسة قرطبة القاهرة۔

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر آج موسیٰ علیہ السلام موجود ہوتے تو ان کے لیے گنجائش نہ تھی بجز اس کے کہ میری اتباع کرتے۔"

یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے اس بات کا میثاق لیا گیا کہ اگر آپ کی بعثت ان میں سے کسی کے زمانے میں ہو جاتی ہے تو آپ ﷺ پر ایمان بھی لائیں گے اور نصرت بھی کریں گے۔ تمام انبیاء کرام سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی نصرت کرنے کا میثاق آپ ﷺ کے ان خصائص میں سے ہے جو آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو عطا نہیں کیے گئے۔

آپ ﷺ کی معیت میں فرشتوں نے کفار سے قتال کیا:

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ:

"لما كان يوم بدر نظر رسول الله ﷺ إلى المشركين وهم ألف وأصحابه ثلاثمائة وتسعة عشر رجلا فاستقبل نبی الله ﷺ القبلة ثم مد يديه فجعل يهتف بربه اللهم أنجز لی ما وعدتنی اللهم آت ما وعدتنی اللهم إن تهلك هذه العصابة من أهل الإسلام لا تعبد فی الأرض فما زال يهتف بربه مادا يديه مستقبل القبلة حتى سقط رداؤه عن منكبيه فأتاه أبو بكر فأخذ رداء ه فألقاه على منكبيه ثم التزمه من ورائه وقال يا نبی الله كفاك مناشدتك ربك فإنه سينجز لك ما وعدك فأنزل الله عز وجل (إذ تستغيثون ربكم فاستجاب لكم أنی ممدكم بألف من الملائكة مردفين) فأمده الله بالملائكة قال أبو زميل فحدثنی ابن عباس قال بينما رجل من المسلمين يومئذ يشتد فی أثر رجل من المشركين أمامه إذ سمع ضربة بالسوط فوقه وصوت الفارس يقول أقدم حيزوم فنظر إلى المشرك أمامه فخر مستلقيا فنظر إليه فإذا هو قد خطم أنفه وشق وجهه كضربة السوط فاخضر ذلك أجمع فجاء الأنصاری فحدث بذلك رسول الله ﷺ فقال صدقت ذلك من مدد السماء الثالثة۔"(٦)

"رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن مشرکین کی طرف دیکھا تو وہ ایک ہزار تھے اور آپ ﷺ کے صحابہ تین سو انیس تھے اللہ کے نبی ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ فرما کر اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور اپنے رب سے پکار پکار کر دعا مانگنا شروع کر دی اے اللہ! میرے لیے اپنے کیے ہوئے وعدہ کو پورا فرمایا اے اللہ! اپنے وعدہ کے مطابق عطا فرما اے اللہ! اگر اہل اسلام کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی آپ ﷺ برابر اپنے رب سے ہاتھ دراز کئے قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر مبارک آپ ﷺ کے شانہ سے گر پڑی پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے آپ ﷺ کی چادر کو اٹھایا اور اسے آپ ﷺ کے کندھے پر ڈالا پھر آپ ﷺ کے پیچھے سے آپ ﷺ سے لپٹ گئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ کی اپنے رب سے دعا کافی ہو چکی عنقریب وہ آپ ﷺ سے اپنے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرے گا اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی (إذ تستغيثون ربكم فاستجاب لكم أنی ممدكم بألف من الملائكة مردفين) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کی کہ میں تمہاری مدد ایک ہزار لگاتار فرشتوں سے کروں گا پس اللہ نے آپ ﷺ کی فرشتوں کے ذریعہ امداد فرمائی حضرت ابو زمیل نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث اس دن بیان کی جب مسلمانوں میں ایک آدمی مشرکین میں سے آدمی کے پیچھے دوڑ رہا تھا جو اس سے آگے تھا اچانک اس نے اوپر سے ایک کوڑے کی ضرب لگنے کی آواز سنی اور یہ بھی سنا کہ کوئی گھوڑ سوار یہ کہہ رہا ہے اے حیزوم آگے بڑھ پس اس نے اپنے آگے مشرک کی طرف دیکھا کہ وہ چت گرا پڑا ہے جب اس کی طرف غور سے دیکھا تو اس کا ناک زخم زدہ تھا اور اس کا چہرہ پھٹ چکا تھا پس اس انصاری نے رسول اللہ ﷺ کی

٦: "صحیح مسلم" ٣: ١٣٨٣، کتاب الجہاد والسیر، باب الإمداد بالملائکة فی غزوۂ بدر وإباحة الغنائم، رقم: ١٧٦٣، دار إحیاء التراث العربی بیروت۔

خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا یہ مدد تیسرے آسمان سے آئی تھی۔"

عماد الدین ابن کثیر نے "تفسیر القرآن العظیم" میں نقل کیا ہے کہ:

"وقال الربيع بن أنس أمد الله المسلمين بألف ثم صاروا ثلاثة آلاف ثم صاروا خمسة آلاف...وقال سعيد بن أبي عروبة أمد الله المسلمين يوم بدر بخمسة آلاف۔"(۷)

"حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ مسلمانوں کی مدد کی، پھر ان کی تعداد تین ہزار ہوگئی اور پھر پانچ ہزار...... حضرت سعید بن ابی عروبہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ مسلمانوں کی مدد کی۔"

حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أمدني بالملئكة وآتاني النصر۔"(۸)

"میری مدد فرشتوں کیساتھ کی گئی اور مجھے نصرت عطا ہوئی۔"

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ:

"جاء إبليس في جند من الشياطين معه راية في صورة رجال من بني مدلج والشيطان في صورة سراقة بن مالك بن جعشم فقال الشيطان للمشركين لا غالب لكم اليوم من الناس وإني جار لكم فلما اصطف القوم قال أبو جهل اللّٰهم أولانا بالحق فانصره ورفع رسول الله يده فقال يارب إن تهلك هذه العصابة فلن تعبد في الأرض أبدا فقال له جبريل خذ قبضة من التراب فأخذ قبضة من تراب فرمى بها وجوههم فما من المشركين من أحد إلا أصاب عينيه ومنخريه وفمه تراب من تلك القبضة فولوا مدبرين وأقبل جبريل علیہ السلام إلى إبليس فلما رآه وكانت يده في يد رجل من المشركين انتزع إبليس يده ثم ولى مدبرا وشيعته۔"(۹)

"بدر کے دن ابلیس شیطانوں کے ایک لشکر کے ساتھ آیا جو بنو مدلج کے کچھ مردوں کی صورت میں تھے ان کے ہاتھ میں ایک جھنڈا تھا اور شیطان سراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت میں تھا۔ چنانچہ شیطان نے مشرکین سے کہا آج کوئی انسان تم پر غالب نہیں آسکتا اور تم میری پناہ میں ہو۔ جب قوم نے صف باندھی تو ابو جہل نے کہا اے اللہ! ہم حق کے لیے سب سے بہتر ہیں لہٰذا حق کی مدد فرما۔ دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اے اللہ! اگر تو نے اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کر دیا تو کبھی بھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ حضرت جبریل نے آپ سے کہا آپ مٹی کی ایک مٹھی بھر لیجیے۔ آپ نے مٹی کی ایک مٹھی لی اور ان کی طرف پھینکی۔ جبریل ابلیس کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت ابلیس کا ہاتھ ایک مشرک کے ہاتھ میں تھا جب اس نے جبریل کو دیکھا تو تیزی سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور اپنی جماعت سمیت بھاگ کھڑا ہوا۔"

اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے ذریعے آپکی مدد کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خصائص میں سے ہے جو آپکے علاوہ کسی دوسرے کو عطا نہیں کیے گئے۔

خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو سعید نیشاپوری نے "شرف المصطفیٰ" میں ان ساٹھ فضائل کا ذکر کیا ہے جن کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی۔ آپ مزید فرماتے ہیں:

"ولم أقف على من عدها وقد تتبعت الأحاديث والآثار فوجدت القدر المذكور وثلاثة أمثاله معه وقد رأيتها أربعة اقسام قسم اختص به في ذاته في الدنيا وقسم اختص به في ذاته في الآخرة

۷: "تفسیر القرآن العظیم" ۱:۴۰۲، دار الفکر بیروت۔

۸: "تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر" ۳:۱۷۴، دار الفکر بیروت۔

۹: "دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ للبیہقی" ۳:۷۹، باب التقاء الجمعین ونزول الملائکۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

وقسم اختص به فی أمته فی الدنیا وقسم اختص به فی امته فی الآخرة...فكان نبيا وآدم منجدل فی طينته وتقدم أخذ الميثاق وأنه أول من قال بلى يوم الست بربكم وخلق آدم وجميع المخلوقات لأجله و كتابه إسمه الشريف على العرش والسموات والجنان وسائر ما فی الملكوت وذكر الملائكة له فی كل ساعة وذكر إسمه فی الأذان فيعهد آدم وفی الملكوت الأعلى وأخذ ميثاق على النبيين وآدم فمن بعده أن يؤمنو به وينصروه والتبشير به فی الكتب السابقة ونعته فيها ونعت أصحابه وخلفائه وأمته وحجب إبليس من السموات لمولده وشق صدره فی أحد القولين وجعل خاتم النبوة بظهره بإزاء قلبه حيث يدخل الشيطان، وبأن له ألف إسم وباشتقاق إسمه من إسم الله تعالى وبأنه سمى من أسماء الله تعالى بنحو سبعين إسما وبإظلال الملائكة له فی سفره وبأنه أرجح الناس عقلا وبأنه أوتی كل الحسن ولم يؤت يوسف إلا شطره وبغطه عند ابتداء الوحی وبرؤيته جبريل فی صورته التی خلق عليها فيما ذكره البيهقی وبانقطاع الكهانة لمبعثه وحراسة السماء فی استراق السمع والرمی بالشهب فيما ذكره ابن سبع وإحياء أبويه له حتى آمنا به وقبول شفاعته فی الكفار لتخفيف العذاب كما فی قصة أبی طالب وقصة القبرين وبوعده بالعصمة من الناس وبالإسراء وما تضمنه من اختراق السموات السبع والعلو إلى قاب قوسين ووطئه مكانا ما وطئه نبی مرسل ولاملك مقرب وإحياء الأنبياء له وصلاته إماما بهم وبالملائكة واطلاعه على الجنة والنار فيما ذكره البيهقی ورؤيته من آيات ربه الكبرى وحفظه حتى ما زاغ البصر وما طغى ورؤيته الباری تعالى مرتين وقتال الملائكة معه.''(۱۰)

میں نہیں جانتا کہ کسی اور نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کو اس طرح شمار کیا ہو، البتہ میں نے خود احادیث وآثار میں اسکی جستجو کی ہے اور میں نے مذکورہ تعداد کو پایا ہے اور تین خصلتیں اسکی مانند اسکے ساتھ پائی ہیں اور ان فضائل کو میں نے چار اقسام میں دیکھا ہے۔ایک قسم تو وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں دنیا کے اندر مختص فرمائے گئے ہیں اور دوسری قسم فضائل کی وہ ہے جو آخرت میں آپکے ساتھ مخصوص ہیں اور تیسری قسم وہ ہے جو آپکی امت کے ساتھ دنیا میں مخصوص کیے گئے ہیں اور چوتھی قسم وہ ہے جو آپکی امت کے ساتھ آخرت میں مخصوص کیے گئے ہیں۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت بھی نبی تھے جبکہ آدم عَلَيْهِ السَّلَام ابھی خمیر میں ہی تھے اللہ تعالیٰ نے انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَام سے جو میثاق لیا، ان میں آپ مقدم تھے،اسکا ذِکر پہلے آچکا ہے اور یہ کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ۔''

''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟''

تو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

''بَلٰی۔''

''کیوں نہیں؟''

فرمایا تھا۔اور یہ کہ آدم عَلَيْهِ السَّلَام کی تخلیق اور تمام مخلوقات کی تخلیق آپ ہی کی وجہ سے ہوئی۔اور یہ کہ آپ کا اسم مبارک عرش، آسمانوں، جنتوں اور ان تمام چیزوں پر لکھا ہوا تھا جو ملکوت سموات میں ہیں اور یہ کہ فرشتے ہر لحہ آپ کا ذکر کرتے ہیں اور یہ کہ آپ کا اسم مبارک آدم عَلَيْهِ السَّلَام کے عہد مبارک میں اذانوں میں لیا جاتا رہا اور ملکوت اعلیٰ میں ذکر ہوتا رہا،اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام تمام نبیوں سے عہد لیا کہ جو لوگ ان کے بعد ہوں گے وہ سب آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی نصرت کریں گے اور یہ کہ کتب سابقہ میں آپ کی تشریف آوری کی بشارتیں دی گئیں اور ان کتابوں میں آپ کی نعت اور آپ کے اصحاب وخلفاء اور آپ کی امت کی نعت بیان کی گئی اور یہ کہ ابلیس لعین کو آپ کی ولادت کی وجہ سے آسمانوں سے روک دیا گیا اور یہ کہ ایک قول

۱۰: ''الخصائص الکبریٰ'' ۲:۳۱۴، ذکر الخصائص التی فضل بہا علی جمیع الانبیاء ولم یعطہا نبی قبلہ صلی اللہ علیہ وسلم، المکتبۃ الحقانیۃ محلہ جنگی پشاور۔

کے مطابق (بوقت ولادت) آپ کا شق صدر ہوا اور یہ کہ آپ کی پشت مبارک میں آپ کے قلب اطہر کے مقابل جہاں سے شیطان (انسانوں میں) داخل ہوتا ہے مہر نبوت قائم کی گئی اور یہ کہ آپ کے ایک ہزار اسماء ظاہر ہوئے، جو جہ اسماء الٰہی سے مشتق وماخوذ ہیں اور یہ کہ اسماء الٰہی میں سے تقریباً ستر اسماء کے ساتھ آپ کا اسم مبارک رکھا گیا اور یہ کہ فرشتے سفر میں آپ پر سایہ کرتے تھے اور یہ کہ آپ عقل میں تمام انسانوں سے فائق تھے اور یہ کہ آپ کو تمام حسن وجمال دیا گیا اور حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو صرف نصف حسن دیا گیا اور یہ کہ آپ کو ابتدائے وحی میں ڈھانپ لیا جاتا تھا اور یہ کہ آپ نے جبریل کو ان کی اصل صورت میں دیکھا جس پر ان کو پیدا کیا گیا تھا۔ یہ وہ فضائل ہیں جن کو امام بیہقی نے ذِکر کیا۔

اور یہ کہ آپ کی بعثت کے سبب کہانت کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور شہاب کی رمی کے ذریعہ خبریں سننے سے آسمانوں کی حفاظت کی گئی۔ یہ وہ فضائل ہیں جن کو ابن سبع نے ذِکر کیا۔

اور یہ کہ آپکے لیے آپ کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا یہاں تک کہ وہ آپ پر ایمان لائے اور یہ کہ بعض کافروں کے عذاب میں تخفیف کے لیے آپکی شفاعت قبول کی گئی جیسا کہ ابو طالب اور دو قبروں کے قصہ میں مذکور ہے اور یہ کہ لوگوں کو آپ پر غالب نہ آنے دینے کا وعدہ کیا گیا اور آپکی عصمت وحفاظت فرمائی گئی اور یہ کہ آپکو معراج ہوئی اور وہ خصوصیات جو اس کے ضمن میں ہیں جیسے ساتوں آسمانوں کا فرق اور اس بلندی تک جانا کہ آپ قاب قوسین تک پہنچے اور آپ کی رفعت اس مقام تک ہوئی جہاں نہ کوئی نبی مرسل گیا اور نہ کوئی فرشتہ مقرب اور یہ کہ آپ کے لیے انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کی ارواح کو لوٹایا گیا اور یہ کہ آپ نے انکے امام بن کر ان کو نماز پڑھائی اور یہ کہ آپ نے جنت کی سیر کی اور دوزخ کا معائنہ فرمایا۔ یہ وہ فضائل ہیں جن کو امام بیہقی نے ذِکر کیا۔

اور یہ کہ آپ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں اور آپ ایسے محفوظ رہے کہ "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی" آپ کی شان رہی اور حق تعالیٰ کی رویت سے آپ دو مرتبہ مشرف ہوئے اور یہ کہ فرشتوں نے آپ کی معیت میں (کفار کے ساتھ) قتال کیا۔

۔۔۔جاری ہے۔۔۔

بقیہ: قاری محمد حبیب قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

"قاری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے دوستوں سے اس قدر محبت رکھتے تھے کہ جامن بھی اُتارے تو تھوڑے تھوڑے ہی سہی اپنے سب دوستوں کے ہاں بھیجا کرتے تھے۔ گاؤں سے بیر وغیرہ آتے وہ بھی سب دوستوں کے گھروں میں تھوڑے تھوڑے کر کے ضرور بھیجتے۔"

علی بھائی نے کہا:

"حالانکہ جامن بیر وغیرہ عام سی چیزیں ہیں۔ عام بازار سے مل جاتے ہیں لیکن جو وہ بھیجتے تھے ان میں ایک خاص چاشنی اور محبت و خلوص کا مزا ہوا کرتا تھا۔"

یونہی علی بھائی نے مزید بیان کیا کہ:

"قاری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ میں یہ عظیم وصف بھی پایا جاتا تھا کہ کبھی سخت سے سخت پریشان بھی ہوتے تو اپنے دوستوں کو اس کا احساس تک نہ ہونے دیتے۔ وجہ یہ ہوتی کہ دوست پریشان ہوں گے۔"

محترم ڈاکٹر محمد ندیم رضوی صاحب نے بیان کیا کہ:

"کراچی سے پیر صاحب کی طرف "توشہ غوث اعظم" آتا اس میں سے بھی تھوڑا تھوڑا کر کے اپنے تمام دوستوں کے گھروں میں تبرک کے طور پر بھیجتے۔ راقم کو بھی ایک بار فون کیا فرمانے لگے:

"سانگلہ آنے کا کب ارادہ ہے؟" میں نے عرض کیا: "کچھ دن بعد ہی آؤں گا۔" فرمانے لگے: "آپ کا حصہ میرے پاس رکھا ہوا ہے۔ جب بھی آؤ تو وہ ضرور لے لینا۔"

بھائی محمد عمر امین صاحب بیان کرتے ہیں:

"اپنے دوستوں اور دیگر احباب سے زیادہ دیر تک غصے نہیں رہا کرتے تھے اور یہ بھی یاد رہے کہ آپ کا غصہ کسی شرعی حوالے سے ہی ہوتا تھا ویسے نہیں۔ ہر وقت انکے چہرے پر مسکراہٹ سجی رہتی تھی۔ جو دوسروں کو مسکرانے پر مجبور کر دیتی تھی خواہ وہ ذہنی طور پر کتنے بھی پریشان ہوں۔"

کسی نے کیا خوب کہا:

لوکاں دے نال رکھ فقیر ایسا بہن کھلون
کول ہوویں تے ہسن سارے دور ہوویں تے رون

۔۔۔باقی آئندہ شمارے میں۔۔۔

پاکستان میں نظامِ زکوٰۃ کے معاشی اثرات کا جائزہ

مولانا محمد نواز قادری اشرفی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ حَمۡدَ الشَّاکِرِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ اَکۡرَمِ الۡاَوَّلِیۡنَ وَالۡاٰخِرِیۡنَ حَامِلِ لِوَاءِ الۡحَمۡدِ یَوۡمَ الدِّیۡنِ اَوَّلِ الشَّافِعِیۡنَ وَالۡمُشَفَّعِیۡنَ صَاحِبِ الۡمَقَامِ الۡمَحۡمُوۡدِیۡنَ الۡمَحۡشُوۡرِیۡنَ الَّذِیۡ نُطۡقُہٗ وَحۡیُ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالَّذِیۡ خُلُقُہٗ مِعۡیَارٌ لِلۡحُسۡنِ فِی الۡاَوَّلِیۡنَ وَالۡاٰخِرِیۡنَ رَحۡمَۃٍ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ حَبِیۡبِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطَّاہِرِیۡنَ وَاَصۡحَابِہِ الرَّاشِدِیۡنَ الۡمَہۡدِیِّیۡنَ وَاَزۡوَاجِہِ الطَّاہِرَاتِ الۡمُطَہَّرَاتِ اُمَّہَاتِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَاَوۡلِیَآءِ اُمَّتِہِ الۡوَاصِلِیۡنَ الۡکَامِلِیۡنَ عُلَمَآءِ اُمَّتِہِ الرَّاسِخِیۡنَ مِنَ الۡمُفَسِّرِیۡنَ وَالۡمُحَدِّثِیۡنَ وَالۡاَئِمَّۃِ الۡمُجۡتَہِدِیۡنَ اَجۡمَعِیۡنَ۔

زکوٰۃ:

زکوٰۃ اصل میں بڑھوتری اور اضافے کو کہتے ہیں۔

1. زکوٰۃ ذخیرہِ آخرت اور ثوابِ آخرت میں اضافے کا سبب ہے اور دنیوی اعتبار سے بھی زکوٰۃ کی پابندی مال میں ترقی کا سبب بنتی ہے اس لئے زکوٰۃ کا نام زکوٰۃ رکھا گیا ہے۔ قرآنِ کریم میں بتیس مقامات ایسے ہیں جہاں نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کا رکن سوم اور کتاب اللہ، سنتِ رسول ﷺ اور اجماعِ امت تینوں سے ثابت ہے۔ (۱)

چنانچہ "قرآنِ مجید" میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اٰتُوا الزَّکٰوۃَ۔" (۲)

"زکوٰۃ ادا کرو۔"

اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ تَمَامَ اِسۡلَامِکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوۡا زَکَاۃَ اَمۡوَالِکُمۡ۔" (۳)

"تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔"

زکوٰۃ فرض ہے، اس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔ (۴)

اسی لئے امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد مانعین زکوٰۃ سے جہاد فرمایا۔ (۵)

۱: "لویس معلوف" المنجد (ابو الفضل، عبد الحفیظ)، ز، ص ۳۳۹، لاہور: خزینہ علم وادب، س.ن نامعلوم۔

۲: البقرہ ۲:۴۳۔

۳: الهيثمي، أبو الحسن، نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الزكوة، باب فرض الزكوة، ح ۴۳۲۴، ج ۳، ص ۶۲، القاهرة: مكتبة القدسي، ۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۴م۔

۴: جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، كِتَابُ الزَّكَاةِ، اَلْبَابُ الْأَوَّلُ فِي تَفْسِيرِ الزَّكَاةِ وَصِفَتِهَا وَشَرَائِطِهَا، ج ۱، ص ۱۷۰، بيروت: دار الفكر، ۱۳۱۰ھ

۵: البخاري، محمد بن إسماعيل، أبو عبد الله، الجامع الصحيح المسند المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح ۷۲۸۴، ج ۹، ص ۹۳، دار طوق النجاة، ۱۴۲۲ھ۔

اسلامی نظام معیشت کی بنیاد:

زکوٰۃ دین اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ نظام زکوٰۃ اسلامی نظام معیشت کا ایک حصہ ہے اور اس نظام معیشت کی بنیاد اقتصاد پر ہے۔ اقتصاد کے لغوی معنی ہیں کسی کام میں اعتدال او رمیانہ روی اختیار کرنا اور معاشی لحاظ سے اقتصاد کا معنیٰ یہ ہوتا ہے کہ صرف اس حد تک خرچ کیا جائے جس سے ضرورت پوری ہوسکے۔ اس کی آسان سی مثال یوں سمجھئے کہ اگر ایک آدمی کو نہانے کے لیے ایک بالٹی پانی کافی ہوسکتی ہے تو دو یا تین بالٹی پانی کا استعمال اسراف شرعاً ایک مذموم فعل اور قرآن کی اصطلاح میں "منکر" اس بات کو حضور اکرم ﷺ نے ان الفاظ میں سمجھایا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ، وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: مَا هَذَا السَّرَفُ فَقَالَ: أَفِي الْوُضُوءِ إِسْرَافٌ، قَالَ: نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهَرٍ جَارٍ۔ (۶)

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ حضرت سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس سے گزرے جو وضو کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اے سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اتنا زیادہ پانی استعمال کر رہے ہو؟" حضرت سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: کیا وضو کے معاملہ میں بھی اسراف ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، یقیناً خواہ تم ایک جاری نہر کے کنارے پر بیٹھے ہو۔"

اسی بناء پر ہمیں اسلام نے سادہ طرز زندگی اختیار کرنے کی تلقین کی ہے اور تعیش اور تکلف کی زندگی کو ناپسند فرمایا ہے اور اسی بناء پر حضور اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین نے فرمانروائے ریاست ہونے کے باوجود، سادہ طرز زندگی کی ایسی مثالیں قائم کی ہیں۔ جن کی نظیر پیش کرنے سے پوری انسانی تاریخ قاصر ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہم نے مغربی طرز معاشرت کو اپنے اوپر مسلط کر رکھا ہے، اپنے لباس، وضع قطع، طرز رہائش اور تقریبات غرض معاشرے کے ہر شعبہ میں مغرب کی اندھی تقلید کر کے پُرتکلف اور عیش پرستانہ زندگی میں گرفتار ہوتے چلے جارہے ہیں۔ آج ہمارے ہاں جدید ترین آسائشوں والا مکان یا کوٹھی، ڈرائنگ روم میں قیمتی فرنیچر، فریج اور ٹیلیویژن تہذیب کی شرط لازم قرار پاچکی ہیں اور ان چیزوں کے حصول کے لیے جب جائز اور محدود آمدنی ناکافی ثابت ہوتی ہے تو انسان ناجائز ذرائع مثلاً رشوت، چوری، چور بازاری، سمگلنگ وغیرہ اختیار کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔

اس صورت حال کو بدلنے کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے حکام، وزراء، سیاسی رہنما اور سماجی کارکن سادہ طرز معاشرت اختیار کرنے کی ملک گیر تحریک چلائیں اور اس کی ابتدا اپنے آپ سے کریں۔ جب تک ہمارے حکام، امراء، دینی اور سیاسی رہنما اپنی عام زندگی میں سادگی کو نہیں اپنائیں گے۔ عوام پُرتکلف زندگی کے اس بارگراں سے نجات نہیں پاسکتے اور نہ ہی حصول زر کے ناجائز ذرائع ختم ہوسکتے ہیں اسی "ھل من مزید" کی حرص کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ لوگ جائز حقوق کی ادائیگی میں ہیرا پھیری کرنے کے عادی بن چکے ہیں اور اسی وجہ سے ٹیکسوں میں چوری ایک وبائی شکل اختیار کرچکی ہے۔ لہٰذا نظام زکوٰۃ کو موثر اور بارآور بنانے کیلئے ضروری ہے کہ اس پہلو پر پوری توجہ دی جائے۔

جب سے نظام زکوٰۃ وعشر کا سرکاری سطح پر چرچا ہوا ہے۔ بہت سے لوگوں نے اپنی رقوم بنکوں سے نکلوانا شروع کردی ہیں۔ انہیں یہ "خطرہ" ہے کہ اب سود تو شاید ملے گا نہیں الٹا زکوٰۃ پڑ جائے گی۔ لہٰذا لوگوں نے رقمیں نکلوا کر دھڑا دھڑ زمینیں، پلاٹ اور مکان خریدنا شروع کردیئے ہیں کہ وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔ اس طرح ایک سال کے عرصہ میں زمینوں کی قیمت دُگنی ہوگئی ہے۔ غریبوں کے لیے زمین خریدنا پھر اس پر عمارت بنانا اب ان کے بس کا روگ نہیں رہا اور رہائش کا مسئلہ پیچیدہ سے پیچیدہ تر صورت اختیار کر رہا ہے اور اس کی تہہ میں وہی زر پرستی اور زکوٰۃ سے فرار کا جذبہ کارفرما ہے۔ مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دور میں ایک ایسا وقت بھی آیا جب زکوٰۃ دینے والے کسی مستحق زکوٰۃ کی تلاش میں پھرتے تھے تو انہیں زکوٰۃ لینے والا نہ ملتا تھا تو اس کی وجہ محض یہ نہ تھی کہ مسلمانوں کے پاس وافر دولت آگئی تھی یا زکوٰۃ کا نظام نافذ تھا بلکہ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ابھی مسلمان پُرتکلف اور عیش پرستانہ زندگی سے ناآشنا تھے۔

۶: ابن ماجة، أبو عبد الله، محمد بن يزيد، القزويني، سنن ابن ماجه، باب ما جاء في القصد في الوضوء وكراهية التعدي فيه (ح ۴۲۵) ج ۱، ص ۱۴۷، دار إحياء الكتب العربية، ۱۹۵۲م۔

لیکن آج اس تعیش نے ہماری قوم کا مزاج اس حد تک بگاڑ کر رکھ دیا ہے کہ اگر حکومت نے معاشی اصلاح کی خاطر شادی بیاہ کی تقریبات اور جہیز پر پابندیاں عائد کیں تو لوگوں نے کئی دوسری راہیں تلاش کر لیں۔ حکومت کو دھوکا دیا، ناجائز ذرائع کا استعمال کیا۔ لیکن طرز زندگی میں سر مو فرق کو برداشت کرنا گوارا نہیں کیا۔ لہٰذا معاشی فلاح اور غربت کے خاتمہ کے لیے ضروری ہے کہ نظام زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ اس بنیادی تبدیلی پر بھی خصوصی توجہ دی جائے۔

اسلامی نظام معیشت کی دوسری بنیاد باہمی اخوت، ایثار او رہمدردی ہے لیکن آج ہم نے ان اقدار کو بھی پامال کر رکھا ہے۔ ایک طویل دور کے سرمایہ دارانہ نظام معیشت نے ہمارے اندر خود غرضی، سنگدلی، بخل اور مفاد پرستی جیسی انسانیت سوز صفات پیدا کر دی ہیں۔ کچھ ہمیں مغرب کی مادہ پرست ذہنیت ورثہ میں ملی ہے۔ دوسروں کا حق دبانے اور ظلم واستحصال کے رجحان نے ہمارے ذہنوں کو مفلوج کر رکھا ہے۔ دوسرے کی تکلیف اور تنگدستی پر ہمارا کبھی دل بھر نہیں آتا جبکہ اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور میں ایثار و مروّت، سخاوت و استغناء اور انفاق فی سبیل اللہ کے فقید المثال واقعات ہمیں بکثرت ملتے ہیں۔ قلب و روح اور ذہن و دماغ کے اس انقلاب لانے کے لیے ایک مضبوط روحانی عقیدت کی ضرورت ہے۔ جو خوف خدا اور فکر آخرت سے پیدا ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نظام صلوٰۃ کو نظام زکوٰۃ سے مقدم رکھا ہے۔ بالفاظ دیگر نظام زکوٰۃ کی کامیابی کا دارومدار نظام صلوٰۃ پر موقوف ہے۔ لہٰذا جس قدر ہمارا نظام صلوٰۃ مضبوط و مستحکم ہو گا اسی نسبت سے نظام زکوٰۃ صحیح معنوں میں بارآور ثابت ہو گا۔ سرکاری طور پر دفاتر میں اقامت صلوٰۃ کا اعلان تو ہو چکا ہے تاہم نظام زکوٰۃ کو مؤثر بنانے کے لیے اقامت صلوٰۃ پر توجہ کی مزید ضرورت باقی ہے۔

عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ زکوٰۃ ایک دینی فریضہ اور مالی عبادت ہے۔ لہٰذا مسلمان اس کی ادائیگی پوری ایمانداری اور خوش دلی سے کیا کریں گے ہمیں اس سے انکار نہیں اور بلا شبہ ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ لیکن اس بات کا کیا علاج کہ ہمارے مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو ذہنی طور پر سرے سے اس نظام کے ہی مخالف ہیں اور صرف عوام کی بات نہیں بلکہ حکومت میں بھی ایسا طبقہ موجود ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے معاشرے میں وہ امراض بھی موجود ہیں جنکی مندرجہ بالا سطور میں نشاندہی کی گئی ہے۔ لہٰذا ہمارے خیال میں حسن ظن کے بجائے احتیاطی تدابیر کو سمجھنا ضروری ہے۔

ملک میں موجودہ نظامِ زکوۃ غیر تسلی بخش ہے:

(وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف کا زکوۃ کے حوالے سے مشاورتی اجلاس سے خطاب)

وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف نے ملک میں موجودہ نظام زکوۃ کو غیر تسلی بخش قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ زکوۃ کی مناسب تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے غربت میں نمایاں کمی نہیں آرہی، ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دورِ خلافت جیسا نظامِ زکوۃ نافذ ہوتا کہ غربت کی شرح میں نمایاں کمی آسکے۔

وہ بدھ کو وزارتِ مذہبی امور میں زکوۃ کے حوالے سے مشاورتی اجلاس سے خطاب کر رہے تھے جس میں وفاقی دارالحکومت (آئی سی ٹی) کے چیف زکوۃ آفیسر سمیت چاروں صوبوں، گلگت بلتستان اور فاٹا کے سیکرٹریز زکوۃ نے شرکت کی۔ اجلاس میں زکوۃ کے جمع کرنے اور اسکی تقسیم کے طریق کار کے حوالے سے امور کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ اس موقع پر وفاقی وزیر سردار یوسف نے کہا کہ زکوۃ کے حوالے سے ایک مؤثر نظام وضع کرنے کی ضرورت ہے تاکہ زکوۃ جمع کرنے اور اس کو تقسیم کرنے کا شفاف طریقہ کار اپنایا جا سکے۔

انہوں نے کہا کہ زکوۃ غربت کی شرح میں کمی کرنے کے حوالے سے اہم کردار ادا کر سکتی ہے، ملک میں زکوۃ کا مؤثر نظام غیر تسلی بخش ہے، زکوۃ کی مناسب تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے غربت کی شرح میں نمایاں کمی نہیں آئی، اس حوالے سے ہم سب کو مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دور خلافت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس دور میں زکوۃ کا نظام اتنا مؤثر تھا کہ زکوۃ لینے والا کوئی نہیں ملتا تھا، ہمیں انہی خطوط پر نظامِ زکوۃ نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔(۷)

:۷/ اردو پوائنٹ اخبار تازہ ترین، اسلام آباد، ۲۰ مئی ۲۰۱۵ء۔

پاکستان میں معاشی عدم استحکام:

کسی بھی ملک کے مختلف نظام ہائے زندگی اور ان سے منسلک ادارات اور وہاں کے عمومی معاشی نظام کے حرکیات و کیفیات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اور معاشی نظام اپنی کردار کی ہمہ گیریت کی وجہ سے تشکیل باہمی اور روابطہ کا ایک طریقہ کار کہلاتا ہے۔ جو ایک معاشرے کیلئے مخصوص معاشی وظائف سرانجام دیتا ہے۔ معاشی نظام آزاد مملکتوں کے باہمی عمل اور ردعمل کو ظاہر کرتے ہوئے معاشرے کے مختلف نظام ہائے زندگی اور ان سے مختلف معاشرتی تعلیمی اور معاشی تبدیلیاں رونما ہونے پر معاشرہ اور ان تبدیلیوں میں مطابقت پیدا کرنے کے وظائف سرانجام دیتا ہے۔ مادی وسائل کی فراہمی اور ان کا استعمال اس سے دوسرے سماجی نظاموں سے اعلیٰ وارفع اور بالادست بنا دیتا ہے۔ یوں تمام معاشرے کے نظام اور ان سے منسلک ادارات ان سے ہمیشہ متاثر رہتے ہیں۔ کیونکہ تعلیمی نظام کا بنیادی مقصد معاشرے کے افراد کیلئے مناسب تعلیم و تربیت فراہم کرنا ہے اور یہ فریضہ وہ معاشی نظام کے تعاون کے بغیر انجام نہیں دے سکتا اور جہاں کہیں معاشی نظام عدم استحکام کا شکار ہوتا ہے۔ وہیں تعلیم اور اس کے تشکیلی عناصر انحطاط کا شکار اور زوال پزیر ہو جاتے ہیں۔ کچھ ایسی ہی صورتحال وطن عزیز کے قیام سے لیکر اب تک جلوہ گر ہے۔ آزادی کے بعد بابائے قوم اور مفکر پاکستان کے تصور کے مطابق کسی مربوط تعلیمی نظام کی تشکیل ہو سکی اور نہ ہی ایک مستحکم معاشی نظام وضع ہو سکا۔ اس کے برعکس نظریہ ضرورت کے تحت عارضی معاشی حکمت عملیاں اختیار کی گئیں۔

1947 سے تا حال کئی ایک دستور بنے، کئی حکومتیں بنی اور ختم بھی ہوئی، ملک کیلئے ایک درجن تک معاشی پالیسیاں وضع ہوئیں۔ لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی معاشی پالیسی ملک میں معاشی استحکام کو ممکن نہیں بنا سکی۔ کیونکہ تعلیم کیلئے معاشی عنصر کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔ کمزور معاشی نظام اور اس کے عدم استحکام کی وجہ سے تعلیم کیلئے مناسب مادی وسائل مہیا نہیں کیئے گئے۔ جسکی وجہ سے ملک میں ہمیشہ تعلیمی نظام انحطاط پزیر رہا اور مختلف بگاڑ پیدا ہوتے رہے۔

پاکستان میں نظام زکوۃ کے معاشی اثرات کا سرسری جائزہ:

۱: زیادہ توجہ نظام زکوٰۃ کے انتظامی ڈھانچہ کی طرف مبذول کی گئی ہے لیکن مکمل زکوٰۃ کی وصولی کی طرف توجہ کم دی گئی ہے۔ صرف نقدی، بنک میں جمع شدہ میعادی رقوم اور اجناس کی زکوٰۃ تک اسے محدود رکھا گیا ہے۔

۲: زکوٰۃ کی وصولی میں نہایت نرم پالیسی اختیار کی گئی ہے۔

۳: زکوٰۃ کی وصولی کی بیشتر ذمہ داری تو مقامی کمیٹیوں پر ہو گی۔ لیکن اس کی تشکیل اور ذمہ داریوں کا محض ایک دھندلا سا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔

۴: پاکستان ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود اس کا بہت سا قابل کاشت رقبہ بنجر اور بے کار پڑا ہوا ہے۔ پاکستان کا کل رقبہ 1908 کروڑ ایکڑ ہے جس میں دس ہزار کروڑ ایکڑ سے زائد کا سروے ہو چکا ہے اس سروے شدہ زمین میں سے 705 کروڑ ایکڑ رقبہ قابل کاشت قرار دیا گیا ہے لیکن کاشت صرف 408 کروڑ ایکڑ رقبہ پر ہو رہی ہے اور 207 کروڑ ایکڑ قابل کاشت رقبہ ابھی تک بنجر اور بے کار پڑا ہے۔ جو کاشت شدہ رقبہ کے نصف سے بھی زائد ہے۔ دوسری طرف یہ صورت حال ہے کہ پاکستان کی جمعیت محنت کا 20 فیصد حصہ بیکار اور بیروزگار ہے۔ لہٰذا ایک اسلامی حکومت کا فوری اقدام یہ ہونا چاہیے کہ ایسی زمینوں کو ضرورت مند کاشتکاروں کو آبادکاری اور ملکیت کی شرعی شرائط کے مطابق دیدے۔ جس سے پیداوار میں اور اسی تناسب سے زکوٰۃ میں نمایاں اضافہ ہو سکتا ہے اور اس کام کے لیے مقامی کمیٹیاں ابتدائی معلومات بخوبی مہیا کر سکتی ہیں گویا مقامی کمیٹیاں ایک ادارہ ہوں گی جس کے ذمہ پاکستان کو غریب عوام او رکسان کو فائدہ پہنچانے کی بہت سی ذمہ داریاں ہوں گی۔ لہٰذا ان ارکان کو معقول معاوضہ بھی دیا جانا چاہیے اور یہ معاوضہ قرآن کریم کے بیان کردہ مصارف کے مطابق زکوٰۃ فنڈ سے ادا کیا جائے گا۔

۵: اسلامی معاشرے میں زکوۃ کے نظام کا مقصد طبقاتی فرق ختم کر کے ریاست میں توازن قائم کرنا ہے لیکن ملک میں موجودہ زکوۃ وعشر کا نظام غرباء و مساکین کی مالی معاونت نہیں کر رہا۔ اسلام دین کامل ہے

اور زکوۃ دین کا اہم رکن ہے ۔زکوۃ تزکیہ سے نکلا ہے جس کے معنی پاک و صاف ہونے کے ہیں ۔رمضان المبارک میں صاحب استطاعت مسلمان اپنے مال کو پاک کرنے کے لئے مستحقین میں زکوۃ تقسیم کرتے ہیں ۔پاکستان میں انیس سو اناسی میں زکوۃ وعشر آرڈیننس کے ذریعے حکومتی سطح پر زکوۃ کی وصولی اور تقسیم کا نظام متعارف کرایا گیا۔اس نظام کے تحت بینکوں میں موجود رقم پر پہلی رمضان کو زکوۃ کٹوتی ہوتی اور غرباء میں زکوۃ تقسیم کرنے کے لئے محلوں اور یونین کونسل کی کمیٹیاں مستحقین کی فہرست تیار کر کے زکوۃ کی رقم تقسیم کرتی ہیں لیکن پاکستان میں زکوۃ کی تقسیم کا نظام اقربا پروری اور مالی خورد برد سمیت بہت سی برائیوں کا شکار ہے ۔حکومت کے زکوۃ کٹوتی اور تقسیم کے نظام پر عدم اطمینان کے سبب لوگوں کی اکثریت خود اپنی رقم پر زکوۃ نکال کر غرباء ومساکین میں تقسیم کرتے ہیں۔

پس چہ باید کرد؟

زکوۃ اسلام کے اقتصادی نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے ۔زکوۃ کے حکم کے پیچھے یہ فلسفہ کارفرما ہے کہ اسلامی حکومت پورے معاشرے کو ایسا اقتصادی و معاشی نظام،طرزِ زندگی اور سماجی ڈھانچہ مہیا کرے جس سے حرام کمائی کے راستے مسدود ہو جائیں اور رزق حلال کے دروازے کھلتے چلے جائیں ۔اس لئے شریعت مطہرہ نے ہر صاحب مال پر یہ فریضہ عائد کیا کہ وہ سالانہ بنیادوں پر اپنے جمع شدہ اموال پر اڑھائی فیصد کے حساب سے مال نکال کر اجتماعی طور پر حکومت کے بیت المال میں جمع کروائے تاکہ وہ اسے معاشرے کے نادہندہ اور محتاج افراد کی ضروریات پوری کرنے پر صرف کر سکے ۔اس شرح سے اگر سب اہلِ ثروت اور متمول افراد اپنے سال بھر کے اندوختہ وزر ومال سے اپنا اپنا حصہ نکالتے رہیں تو اس طرح نہ صرف ان کی کمائی حلال اور ان کا مال ومتاع آلائشوں سے پاک وصاف ہو جائے گا بلکہ معاشرے میں پائی جانے والی معاشی ناہمواریاں بھی از خود دور ہوتی رہیں گی ۔اگر یہ سوچ افراد معاشرہ کے قلب واذہان میں جاگزیں ہو جائے تو پوری زندگی میں حلال وحرام کی حدیں متعین ہو جائیں گی اور اجتماعی حیات کے احوال ومعاملات سنور جائیں گے ۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ نظام صلوۃ اور نظام زکوۃ کا قیام اسلام کے بنیادی مقاصد میں سے ہے ۔ایک سے انسان کی روحانی ضرورتوں کی تکمیل ہوتی ہے تو دوسرے سے اس کی مادی ضرورتوں کی کفالت کی ضمانت میسر آتی ہے ۔ایک اسلامی معاشرہ افراد کی روحانی اور مادی تقاضوں کی تکمیل کے بعد ہی جنم لیتا ہے جس کے نتیجے میں نیکیوں اور اچھائیوں کو فروغ ملتا ہے اور اس کے اندر پائی جانے والی برائیوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے ۔

اسلام محض مسجد ومنبر تک محدود نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ۔دین اسلام فقط روحانیات،طریقت،تصوف اور محاسبہ نفس پر بحث نہیں کرتا بلکہ اس کے نزدیک دین ودنیا لازم وملزوم ہیں ۔دنیا اس انسان کے لئے ایک امتحان گاہ ہے جہاں وہ ایک طرف اپنے مادی ضروریاتِ زندگی کے لوازمات کو اسلام کے قواعد وضوابط کو مدنظر رکھ کر بسر کرے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے حصول کو اپنی زندگی کا شعار اور مرکزِ محور بنائے ۔دوسری طرف اسلام نے انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے ہوئے فرائض منصبی کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ معاشرے میں گزر بسر کے لئے معاشی وسائل اور مصارف کو بھی موضوعِ بحث بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے دولت کو صرف معاشرے کے ایک متمول اور جاگیر دار طبقہ کے ہاتھ میں مرتکز کرنے سے منع فرمایا ہے ۔دولت کو اس کے مستحقین تک پہنچانے کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ ۔"(۸)

"(یہ نظام تقسیم اس لئے ہے) تاکہ (سارا مال صرف) تمہارے مالداروں کے درمیان ہی نہ گردش کرتا رہے (بلکہ معاشرے کے تمام طبقات میں گردش کرے)۔"

امراء اور سرمایہ دار سانپ بن کر اس خزانہ پر قبضہ نہ جمائے رہیں ۔دولت کا چند ہاتھوں میں سمٹ کر رہ جانے سے معاشرے کے استحکام،ترقی،خوشحالی اور معاشی صورتحال کو شدید نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے ۔اللہ تعالیٰ نے ارتکاز دولت کی اس منفی سوچ ورویہ کا قلع قمع کرنے کیلئے زکوۃ،صدقات،خیرات اور تحائف جیسے جائز امور عطا فرمائے ۔

۸:"الحشر"۵۹:۷۔

اگر ہم اپنا مال و دولت اور نقد وزر کو اسلام کے ان جائز ذرائع کے ذریعے استعمال کریں گے تو دولت معاشرے کے بااثر افراد کے شکنجے سے نکل جائے گی اور بلا تفریق اسکے اثرات ہر خاص و عام تک پہنچیں گے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بدولت معاشرے کے لاچار اور مفلس لوگوں کے لئے ترقیاتی اور رفاہی کاموں کے نیٹ ورک قائم ہوں گے۔ زکوٰۃ معاشرے کے قبیح اور رذیل ذرائع کے خلاف ایک مؤثر ترین ہتھیار ہے۔

زکوٰۃ وصول کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے:

اسلامی نقطہ نظر سے انفرادی طور پر زکوٰۃ کی ادائیگی کو پسند نہیں کیا گیا۔ جس طرح نظام صلوٰۃ ایک اجتماعی نظام ہے اسی طرح زکوٰۃ بھی ایک اجتماعی نظام ہے اور ایک اسلامی ریاست پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے اس کے مقررہ مصارف پر خرچ کرے۔ زکوٰۃ کے احکام کا طرز تخاطب یوں ہے:

"خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً۔"(۹)

"اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! ان مسلمانوں کے اموال سے زکوٰۃ وصول کیجئے۔"

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں زکوٰۃ کی وصولی سے متعلقہ احکام بھی لکھوا کر دیئے اور اس کے فلسفہ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

"تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ۔"(۱۰)

"زکوٰۃ وہاں کے مالداروں سے وصول کی جائے اور وہاں کے فقراء کو لوٹائی جائے گی۔"

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کی وصولی کا مکمل انتظام کر رکھا تھا۔ آپ کے وصال کے بعد کچھ لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی سے منحرف ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا۔"(۱۱)

"اللہ کی قسم میں ضرور اس سے قتال کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا، بے شک زکوٰۃ (اموال میں) مال کا حق ہے۔ بخدا اگر وہ اونٹ باندھنے کی رسی تک بھی ادا نہ کریں جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ادا کرتے تھے تو میں ان سے اس پر جہاد کروں گا۔"

ان ارشادات سے بخوبی واضح ہے کہ حکومت لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرے اور عوام اپنی زکوٰۃ حکومت کو ادا کریں۔ قرآن کریم کے الفاظ "یؤتون الزکوۃ" سے بھی یہی مراد ہے۔ زکوٰۃ کی انفرادی ادائیگی کا جواز اس صورت میں ہے۔ جب نظام زکوٰۃ موجود نہ ہو کیونکہ یہ ایک شرعی عذر ہے۔ جس طرح بعض مجبوریوں یا شرعی عذر کے تحت نماز گھر میں پڑھنا جائز ہے۔ لیکن تاکید یہی ہے کہ فریضہ نماز باجماعت ادا کیا جائے اور جس طرح نفل اور سنت نماز گھر میں پڑھنا بہتر ہے اسی طرح نفلی صدقات کو انفرادی طور پر ادا کرنا بہتر ہے۔

قرونِ اولیٰ میں زکوٰۃ اور ٹیکس کی حقیقت:

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور میں مسلمانوں سے تو زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی اور غیر مسلموں سے خراج اور جزیہ۔ عرب کا ہمسایہ ملک ایران ایک متمدن حکومت تھی۔ ایران میں زمینداروں سے جو مالیہ وصول کیا جاتا "اُسے خراگ" کہتے ہیں۔ خراج کا لفظ اسی سے معرّب ہے اور خراگ کے علاوہ دوسرے ٹیکسوں کو "گزیت" کہتے ہیں۔ جزیہ کا لفظ اسی سے معرّب ہے۔ گویا غیر مسلموں پر وہی ٹیکس بحال رکھے گئے جو زمانہ کے دستور کے مطابق تھے مگر مسلمانوں سے یہ عام ٹیکس ساقط کر دیئے گئے اور اس کے بجائے زکوٰۃ عائد کی گئی۔

ان ٹیکسوں اور زکوٰۃ میں دوسرا فرق یہ تھا کہ زکوٰۃ کا نصاب اور شرح ہمیشہ غیر متبدل رہی جبکہ جزیہ اور خراج کی شرح میں تبدیلی ہوتی رہی ہے مثلاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جزیہ کی شرح ایک دینار فی کس سالانہ تھی اور رقم ہر بوڑھے، بچے، عورت، معذور سب سے بحساب

۹: التوبۃ ۹:۱۰۳

۱۰: البخاری، محمد بن إسماعیل، أبو عبدالله، الجامع الصحیح المسند المختصر من أمور رسول الله صلی الله علیه وسلم، کتاب الزکوة، بابُ وجوب الزکوة، ح:۱۳۹۵، ج۲، ص۱۰۴، دار طوق النجاة، ۱۴۲۲ھ۔

۱۱: ایضاً، ح۱۳۹۹، ج۲، ص۱۰۵

مشترک وصول کی جاتی تھی۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس میں اصلاح کی، بوڑھے، بچوں، عورتوں اور معذوروں سے جزیہ ساقط کر دیا۔ باقی غیر مسلم معاشرہ کے مالی لحاظ سے تین طبقے مقرر کیے، جن سے علی الترتیب 4 دینار، 2 دینار اور ایک دینار سالانہ کے حساب سے وصول کیا جاتا تھا۔ اسی طرح قبیلہ بنی تغلب کے عیسائیوں نے مسلمانوں سے یہ درخواست کی کہ ان سے خراج کی بجائے دوگنا عشر لے لیا جائے تو مسلمانوں نے انکی یہ تجویز منظور کر لی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس دور میں زکوٰۃ کو دین کا رکن سمجھا جاتا تھا اور اسکے احکامات غیر متبدل تھے جبکہ جزیہ اور خراج کی شرح میں تغیر و تبدل کیا جاتا تھا۔

امراء کے اموال میں زکوٰۃ کا حصہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۔ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔"(۱۲)

''ان امراء کے مالوں میں مانگنے اور نہ مانگنے والے دونوں طرح کے غرباء کا حق ہے۔''

نیز فرمایا:

"وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ۔"(۱۳)

''اور فصل کاٹنے کے دن اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو۔''

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے:

"أَنَّ أَنَسًا، حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَتَبَ لَهُ هَذَا الكِتَابَ هَذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى المُسْلِمِينَ، وَالَّتِي أَمَرَ اللَّهُ بِهَا رَسُولَهُ۔"(۱۴)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے (اپنے دورِ خلافت میں) یہ تحریر لکھ دی تھی کہ زکوٰۃ وہ دینی فریضہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض کیا اور جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا۔

زکوٰۃ کا بنیادی مقصد تطہیر مال اور تزکیہ نفس ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا۔"(۱۵)

''اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ان (مسلمانوں کے) اموال سے زکوٰۃ وصول کر کے ان اموال کو پاک کیجئے اور ان کا تزکیہ نفس کیجئے۔''

اس آیت میں زکوٰۃ کے دو مقصد بیان کیئے گئے ہیں۔ پہلا یہ کہ کمائی میں جو کوتاہیاں اور لغزشیں نادانستہ طور پر ہو جاتی ہیں۔ صدقہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ یہ کوتاہیاں معاف کر دیتے ہیں اور یہ کمائی پاک او رطیب ہو جاتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر تاجروں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے تاجروں کے گروہ سودا بازی میں بہت سی بیہودہ باتیں اور قسمیں شامل ہو جاتی ہیں سو تم خرید و فروخت کے ساتھ ساتھ صدقہ بھی کیا کرو۔''

اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ صدقہ کی ادائیگی کی وجہ سے، مال کی محبت سے پیدا ہونے والی اخلاقی بیماریوں کے جراثیم سے انسان کا دل پاک و صاف ہو جاتا ہے۔

زکوٰۃ پہلی امتوں پر بھی فرض کی گئی تھی۔ ان لوگوں کے اموال زکوٰۃ و خیرات اور نذر و نیاز ایک جگہ جمع کر دیئے جاتے۔ رات کو آسمان سے آگ آتی جو اس مال کو بھسم کر دیتی تھی جو اس بات کی دلیل ہوتی کہ انکی قربانی قبول ہوگئی۔ زکوٰۃ کے ذریعہ غریب عنصر کی پرورش زکوٰۃ کا ضمنی فائدہ ہے۔ مقاصد وہی دو ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے امت محمدیہ کو غنیمت او رزکوٰۃ کے اموال کو معاشی بہبود کے طور پر استعمال کی اجازت دی ہے۔

۱۲: المعارج ۲۴: ۷۰۔

۱۳: الإنعام ۱۴۱: ۶۔

۱۴: البخاري، محمد بن إسماعيل، أبو عبدالله، الجامع الصحيح المسند المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم، كتاب الزكوة، باب زكوة الغنم، ح: ۱۴۵۴، ج ۲، ص ۱۱۸، دار طوق النجاة، ۱۴۲۲ھ۔

۱۵: المرجع السابق۔

بینک میں زکوۃ کٹوتی:

مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین اور معروف عالم دین مولانا مفتی منیب الرحمان نے کہا کہ زکوۃ کوئی ٹیکس نہیں بلکہ عبادت ہے جس سے روگردانی پر آخرت میں عذاب دیا جائے گا بینک میں زکوۃ کی کٹوتی جبری ہے اگر کھاتہ دار کی مرضی شامل نہ ہو تو اس کی زکوۃ ادا نہ ہوگی، زکوۃ اسلام کا بہبودی نظام ہے جس میں ناداروں کو خوشیوں میں شامل کیا جاتا ہے۔

جمعرات کو ایک نجی ٹی وی کو دیئے گئے انٹرویو میں مفتی منیب الرحمان نے کہا کہ جس طرح اسلام میں نماز روزہ اور جسمانی عبادات ہیں بالکل اسی طرح زکوۃ اسلام میں مالی عبادت ہے اور ارکان اسلام کی ترتیب کے اعتبار سے نماز کے بعد زکوۃ کا نمبر ہے پھر روزہ اور حج ہے یہ محض کوئی ٹیکس نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی عبادت ہے اور یہ اللہ کی طرف سے ان بندوں پر فرض کی گئی ہے جن کو اس نے نعمتوں اور مال سے نوازا ہے کہ وہ ایک قمری سال مکمل ہونے کے بعد اپنی کل مالیت کے چالیس فیصد میں سے 2.5 فیصد کے حساب سے زکوۃ نکالے قرآن پاک میں اللہ نے زکوۃ لینے والوں کا تعین فرما دیا ہے جس میں فقراء، مساکین، مؤلفۃ القلوب شامل ہیں یا پھر وہ لوگ جن کی گردنیں مالی بوجھ کے نیچے دھنسی ہوئی ہیں اور اس سے چھٹکارا کیلئے مالی وسائل نہیں ہیں یا پھر مسافر یا وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو دین کی زندگی کیلئے وقف کر دیا ہے اور مالی اعتبار سے کمزور ہیں تو زکوۃ اسے بھی عطا کی جاسکتی ہے۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ زکوۃ نہ دینے والوں میں اللہ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ جو لوگ سونے اور چاندی کا ذخیرہ کرتے ہیں اور اس میں سے اللہ تعالیٰ کے طے شدہ قانون کے مطابق اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اے نبی ان کو دردناک عذاب کا سناد یجیئے جس دن ان کی دنیا میں جمع کیئے ہوئے مال کو قیامت کے دن جہنم کی آگ میں گرمایا جائے گا اور تپایا جائے گا اس سے ان کی پیشانیوں اور کروٹوں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ کیا یہی وہ مال ہے جس کو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا اب لو اور اپنے مال کے انجام کو بھگتو۔

بینک اکاؤنٹ کی زکوۃ کے حوالے سے کہا کہ جو بینک اکاؤنٹ سے زکوۃ کاٹی جاتی ہے وہ ایک طرح کی جبری کٹوتی ہے پہلے حکومت نے اہل تشیع کو استثنیٰ دیا تھا بعد میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے تمام مسلمانوں کو استثنیٰ دیدیا جو خود چاہتا ہو کہ وہ اپنی زکوۃ خود ادا کرے تو وہ بینکوں کو لکھ کر دے سکتا ہے بینک ان کی زکوۃ نہیں کاٹیں گے البتہ جو لکھ کر نہیں دیتے بینک ان کی زکوۃ کاٹ لیتے ہیں لیکن بینک اکاؤنٹ سے زکوۃ کا کاٹا جانا ایک جبری فیصلہ ہے ہاں اگر خود کوئی کہے کہ میرے اکاؤنٹ سے پیسے زکوۃ کاٹے جائیں تو پھر ٹھیک ہے ورنہ لوگوں کا بینکوں پر اعتبار نہیں کہ انکے پیسے مستحق افراد کو دیئے جاتے ہیں یا نہیں۔

تقسیم دولت کا ناقص انتظام:

پاکستانی معیشت کو سب سے گھمبیر اور خطرناک مرض "تقسیم دولت کا ناقص انتظام" لاحق ہے۔ ناقص تقسیم کی وجہ سے ملک کی تمام دولت چند مخصوص مراعات یافتہ اصحاب کے ہاتھوں میں مرتکز ہوتی رہتی ہے۔ عوام تک ملکی دولت کے اثرات نہیں پہنچتے۔ جس وجہ سے پاکستانی عوام کی اکثریت غربت کی آخری لکیر کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ فیلڈ مارشل صدر محمد ایوب کے عہد صدارت میں تمام دولت بائیس گھرانوں کی لونڈی بن گئی تھی۔ اور شعراء کا موضوع ہی یہ تھا۔ ہر زبان پر مرحوم جالب کا شعر مشہور ہو گیا۔ عوام مایوسی کی اس حد تک پہنچ چکے ہیں۔ ان میں انسانی اور حیوانی زندگی گزارنے میں کوئی امتیاز نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر غاصب حکمران ڈھٹائی سے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ عوام کی اکثریت اس کے ساتھ ہے۔ سب سے بہتر تقسیم دولت کا طریقہ کار وہ ہے جو اسلام نے ہمیں دیا ہے اور وہ ہے زکوۃ۔ اگر حکومت نظام زکوۃ کا انتظام مضبوط بنیادوں پر کرے تو تقسیم دولت کے اثرات نچلی سطح تک پہنچ جائیں گے۔ رسول کریم ﷺ اور خلفائے راشدین نے اسی طریقہ پر عمل کر کے اپنی اقتصادی حالت کو بہتر بنایا تھا۔ اب بھی اس راستہ پر چل کر غربت کو دور کیا جاسکتا ہے۔ [۱۶]

(۔۔۔باقی صفحہ نمبر ۸ نمبر پر۔۔۔)

۱۶: غلام رسول چیمہ، اسلام کا نظام معیشت، ص ۳۶۷، لاہور: علم و عرفان پبلشر، ۲۰۰۷ء۔

دوسری قسط

قاری محمد حبیب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

حیات و خدمات

مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

---گذشتہ سے پیوستہ---

بچوں کا قاری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والہانہ پیار:

قارئین عظام! یہ تو چند جھلکیاں بچوں کے ساتھ قاری صاحب کے پیار اور محبت کی تھیں۔ اب چند جھلکیاں بچوں کے قاری صاحب کے ساتھ پیار اور محبت کی ملاحظہ کریں:

راقم جب یہ سطور تحریر کر رہا ہے قاری صاحب کے وصال کو سولھواں دن ہے مگر پھر بھی آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے۔ خاص طور پر جب تصور میں آپ کی میت کو سامنے گراؤنڈ میں پڑا دیکھتا ہوں اور بچوں کے آپ کیساتھ والہانہ پیار کی طرف نظر کرتا ہوں تو لکھنے کی بھرپور کوشش کر رہا ہوں مگر چند ہی سطروں بعد ہی آنکھوں میں آنسوؤں کی دھند پھیلنے لگتی ہے اور پھر سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔

راقم کو قاری صاحب کے وصال کی خبر فون پر صاحبزادہ پیر محمد ضیاء المصطفی رضوی صاحب (صدر انجمن میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجسٹرڈ سانگلہ ہل) نے دی تقریباً ۲:۲۵ منٹ پر میں اس گراؤنڈ میں پہنچ چکا تھا۔ میری سعادت مندی کے مجھے پہلی صف میں جگہ مل گئی۔ قاری صاحب کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے علماء و مشائخ کے بیانات کا سلسلہ جاری تھا کہ صاحبزادہ پیر محمد ضیاء المصطفی رضوی صاحب نے بیان کیا کہ:

"جب ہم صبح قاری صاحب کی میت کے ساتھ محلہ اسلام پورہ میں پہنچے تو گلیوں میں بچے دیواروں سے چمٹ چمٹ کر رو رہے تھے ان کے ہاتھوں سپارے تھے اور رو رو کر کہہ رہے تھے کہ:

"اب ہمیں سبق کون پڑھایا کرے گا۔"

ان بچوں کے قاری صاحب کے ساتھ ایک والہانہ عقیدت و محبت کے ان جملوں کو مجمع میں سنایا گیا تو ایک بار پھر مجمع کی دھاڑیں نکل گئیں۔

راقم نے خود ملاحظہ کیا کہ جب جنازہ کے لئے صفیں سیدھی ہوئیں تو کئی بچے سامنے پڑی قاری صاحب کی میت کو سائیڈ سے دیکھ دیکھ کر زار و قطار رو رہے تھے۔ جب جنازہ مکمل ہوا تو زیارت کیلئے لائینیں لگیں تو میں نے اپنی آنکھوں سے یہ لمحات بار بار دیکھے کے کچھ بچے آپ کے قدموں کو چوم رہے ہیں اور کچھ قدموں سے چمٹ کر زار و قطار رو رہے ہیں اور کچھ اپنے سر کی ٹوپیاں اتار اتار کر قاری صاحب کے قدموں سے مَس کر رہے ہیں۔ بس قارئین! معذرت اس کے علاوہ اور کچھ بیان کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں۔

قول و فعل میں تضاد نہ تھا:

قاری صاحب جیسے قول و فعل کے مضبوط اور سچے آدمی میں نے کم ہی دیکھے ہیں۔ قاری صاحب کالے جوتے پہننے کو جائز نہیں سمجھتے تھے اور آپ کا ساری زندگی کا معمول بھی یہی رہا ہے کہ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے قاری صاحب کو کالا جوتا پہنتے یا پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

شادی:

قاری محمد حبیب قادری رضوی کے بھائی محمد سلیمان صاحب ۵ اگست ۱۹۹۴ء کو وفات پاگئے۔ مرحوم نے پیچھے ایک بیوہ اور چار بیٹیاں چھوڑیں۔ بقول والدہ صاحبہ کے ان کی کفالت قاری صاحب کرتے

رہے بعد میں والدہ ماجدہ کے ہی حکم پر بھائی کی بیوہ سے بیس جنوری ۱۹۹۵ء میں شادی کر لی ۔ آپ کا نکاح آپ کے اساتذ گرامی استاذ العلماء والمدرسین حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ذوالفقار علی رضوی مدظلہ نے پڑھایا بھائی کی بیوہ سے نکاح کر کے بھائی کی چار بچیوں کے ذہنوں سے یتیمی کا احساس نکالا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"خیر بیت فی المسلمین بیت فیه یتیم یحسن الیه۔"

"مسلمانوں میں سب سے اچھا وہ گھر ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ نیک سلوک ہوتا ہو۔"(۱)

حسن سلوک کا تو یہ عالم تھا کہ محترم محمد بلال حبیب قادری صاحب جو کہ قاری صاحب کے بڑے صاحبزادے ہیں ان سے جب راقم نے انٹرویو کیا تو انہوں نے بتایا کہ:

"ابو جان نے ان کو یتیمی کا احساس نہ ہونے دیا اگر ان سے کوئی غلطی سرزد ہو بھی جاتی تو درگزر کر جاتے کبھی ان کو نہ ڈانٹا مارنا تو بہت دور کی بات ہے ۔ میں بڑے وثوق سے بیان کر رہا ہوں کہ انہوں نے پوری زندگی ہم سے بڑھ کر انہیں پیار کیا ۔ ان کی تعلیمی و اخلاقی تربیت کرتے رہتے تھے ۔ ان کی خواہشات کا یہاں تک احترام کرتے تھے کہ اگر انہوں نے کہا آج فلاں چیز پکانی ہے تو وہی لا کر دیتے تھے ۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ "جس نے تین یتیموں کو پالا پوسہ تو وہ ایسا ہی ہے جیسا رات بھر عبادت کرتا رہا ہو ۔ دن میں روزے رکھتا رہا ہو اور صبح و شام تلوار لے کر جہاد کرتا رہا ہوں اور یاد رکھو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں، پھر آپ نے درمیانی اور شہادت کی انگلی کو ملا کر دکھایا۔"(۲)

قاری صاحب سرکار کریم ﷺ کی بشارت عظمٰی کے پورے پورے مصداق ٹھہرتے ہیں ۔ جنہوں نے عرصہ تیئس سال تین ہی نہیں بلکہ چار بچیوں کو پالا پوسہ اور ان کی پرورش بھی کی اور ایک کی شادی بھی کی تھی ۔

اولاد و امجاد:

اللہ تعالیٰ نے قبلہ قاری صاحب کو دو بیٹے اور دو بیٹیاں عطاء فرمائیں ۔ بڑے بیٹے صاحبزادہ محمد بلال حبیب قادری ہیں ۔ جن کی عمر اب ماشاء اللہ ۲۱ سال ہو چکی ہے جو کہ انتہائی با اخلاق، ملنسار، متواضع اور منکسر المزاج ہیں بلکہ کئی ایک معاملات میں ، میں نے انہیں قاری صاحب کی کاپی ہی پایا ہے ۔ مثلاً بول چال، رہن سہن، چال ڈھال وغیرہ میں ماشاء اللہ صوم وصلوٰۃ کے بڑے پابند ہیں ۔ قاری صاحب کے قل شریف کے موقع پر اہل محلہ کی بھرپور ایما پر سانگلہ ہل کے مشہور علماء ومشائخ بالخصوص استاذ العلماء والمدرسین بقیۃ السلف حضرت علامہ مولانا ابو الطیب مفتی محمد ذوالفقار علی رضوی دامت برکاتھم العالیہ، صاحبزادہ پیر محمد ضیاء المصطفی قادری رضوی (خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ درگاہ بریلی شریف) نے بشمول مسجد انتظامیہ اور سر کردہ شخصیات کی موجودگی میں صاحبزادہ محمد بلال حبیب قادری کی دستار بندی کی گئی ۔ جواب امامت اور مسجد سے ملحقہ مدرسہ کی اور دیگر سب ذمہ داریاں با حسن و بخوبی نبھا رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو ۔ آمین ۔

چھوٹا بیٹا محمد مشتاق حبیب قادری ہے جس کی عمر اب بارہ سال ہو چکی ہے ۔

تربیت اولاد:

قاری صاحب ایک مثالی باپ بھی تھے اور تمام اولاد سے بے پناہ محبت کرتے تھے، وہ اپنی ہر ذمہ داری کو پورا کرتے تھے ۔ سراپا محبت وشفقت تھے لیکن اس کے باوجود اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت سے بھی غافل نہ رہتے تھے ۔

صاحبزادہ محمد بلال حبیب قادری صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

"ابتداء میں جب میں داڑھی کو مشین لگواتا تھا تو اکثر مجھے کہا کرتے تھے کہ کیا نکلتا ہے اب اس کے حال پر رحم بھی کر دو ان کی اس تربیت ہی کی وجہ سے میں نے داڑھی رکھ لی ۔ چھوٹا تھا جب سے نماز

۱: ابن ماجہ: السنن، کتاب الادب، باب: حق الیتیم، رقم الحدیث: ۳۶۷۹، ص ۶۶۲ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔

۲: ابن ماجہ: السنن، کتاب الادب، باب: حق الیتیم، رقم الحدیث: ۳۶۸۰، ص ۶۶۲، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔

کیلئے مسجد میں ساتھ لیکر جاتے تھے۔ وہی عادت تھی کہ اب تک میں ان کے ساتھ گھر سے مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے آتا تھا اور آتا رہوں گا۔

جب صبح اُٹھتے بقول والدہ صاحبہ کے بچیوں کو بھی نماز کیلئے جگاتے اور اکثر گھر میں نماز کی فضیلت پر درس دیا کرتے تھے اور بے نمازی اور بلاوجہ نماز قضا کرنے والوں کے متعلق وعیدیں جو قرآن وسنت میں آئی ہیں پڑھ کر سناتے تھے اور برے دوستوں کی صحبت میں بیٹھنے سے سختی سے منع کیا کرتے تھے۔

عاشق قرآن مجید:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن مجید سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔''(۳)

حضرت سیدنا انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لوگوں میں سے کچھ اللہ والے ہوتے ہیں۔''

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! وہ کون خوش نصیب ہیں؟''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''أهل القرآن، هم اهل الله وخاصته۔''

'' قرآن والے، وہی اللہ والے اور اسکے خواص ہیں۔''(۴)

قاری صاحب عاشق قرآن مجید تھے۔ قرآن مجید سے ایسا خوب لگاؤ تھا کہ بس حرز جان تھا ساری زندگی محض اللہ کی رضا کیلئے مفت قرآن کریم پڑھایا بلا شبہ سینکڑوں لڑکیوں اور عورتوں نے ان سے قرآن پڑھا۔ لڑکوں اور مردوں کی تعداد تو بیان سے باہر ہے۔ قاری صاحب کی والدہ ماجدہ اور برادر گرامی محمد نعیم اختر صاحب نے بیان کیا کہ:

''کالج دور میں ہی گھر میں محلے کے بچوں اور بچیوں کو قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا تھا پھر گھر میں جگہ کی کمی کے پیش نظر حاجی تاج دین صاحب نے اپنا مکان بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم کیلئے پیش کر دیا۔ یہ ۱۹۸۲ء کے اوائل کی بات ہے۔ وہاں آپ نے سینکڑوں بچوں اور بچیوں کو قرآن مجید پڑھایا تقریباً ۱۹۹۴ء تک پڑھاتے رہے جو کہ تقریباً بارہ ساڑھے بارہ سال کا عرصہ بنتا ہے۔''

والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ:

''1994ء کی بات ہے کہ اپنے چند طلباء کے ساتھ میرا بیٹا محمد حبیب گلی سے گزر رہا تھا محلہ کی مسجد کی انتظامیہ کے کچھ لوگ کھڑے ہو کر مشورہ کر رہے تھے کہ مسجد میں جو قاری صاحب قرآن مجید پڑھاتے تھے وہ تو چلے گئے ہیں۔ اب نیا قاری جلد لانا چاہیے تا کہ بچوں کی تعلیم کا حرج نہ ہو سکے۔ ان میں سے شیخ رمضان صاحب نے کہا یار یہ نوجوان قاری نہیں ہمیں اس کو ہی رکھ لینا چاہیے۔ وہ سب مل کر شام کو گھر آئے اور باقاعدہ مسجد کے ساتھ ملحق مدرسہ میں پڑھانے کی دعوت دی۔ ان کی محبت اور اصرار کے سامنے اس کی ایک نہ چلی اور اس نے پڑھانے کا وعدہ کر لیا۔ پھر اس نے اپنے سب طلبہ وطالبات کو جامع مسجد گلاب مصطفےٰ ساتھ ملحق مدرسہ میں پڑھانا شروع کر دیا۔ بچوں کو صبح پڑھاتے اور بچیوں کو نماز عصر کے بعد پڑھایا کرتے تھے۔''

آخر عمر تک قرآن مجید ہی پڑھاتے رہے۔ صبح جامع مسجد گلاب مصطفی ﷺ میں بچوں کو قرآن مجید پڑھاتے اور بعد میں مدرسہ فاطمۃ الزہراء میں بھی قرآن مجید پڑھاتے تھے اور عصر تا مغرب پھر اپنی مسجد میں بچیوں کو پڑھاتے باقی اوقات مثلاً فجر سے قبل مدرسہ فاطمۃ الزہراء سے آ کر اور نماز مغرب وعشاء کے بعد اور سونے سے قبل بھی قرآن مجید کی تلاوت کرتے نظر آتے تھے۔

فرائض امامت:

قاری صاحب نے 1995ء میں جامع مسجد گلاب مصطفی ﷺ محلہ اسلام پورہ سانگلہ ہل میں محلہ کے لوگوں کی رضا اور انتظامیہ مسجد کی بھر پور دعوت وخواہش پر امامت کا آغاز کیا اور امامت کے فرائض کو اس احسن انداز سے نبھایا کہ جس دن آپ کا وصال ہوا فجر کی آخری نماز بھی اسی مسجد میں پڑھائی۔ آپ کو قرآن مجید اور مصلیٰ امامت سے اس قدر پیار تھا کہ بیان سے باہر ہے۔

۳: الدارمی :السنن، کتاب فضائل القرآن، باب :خیارکم من تعلم القران وعلمه، رقم الحدیث :۳۳۳۷ جلد ۲، صفحہ ۵۲۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی۔

۴: ابن ماجہ :السنن، کتاب السنة، باب :فضل من تعلم القرآن وعلمه، رقم الحدیث :۲۱۵، صفحہ ۴۰ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔

محترم سید حفیظ الحسن شاہ صاحب (آف بھلیر چک نمبر 119) بیان کرتے ہیں کہ:

''آپ کا سب کچھ مصلی اور قرآن تھا''۔

انجمن میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستگی:

محترم حاجی محمد امین حبیبی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''انجمن میلاد مصطفی علاقائی سطح پر وسیع تر مسلکی مفاد کی خاطر 1983ء سے قبل بھی قائم تھی۔ مگر 1983ء میں باضابطہ طور پر نام دیا گیا اور مختلف محلوں کے اندر اس کے یونٹ قائم کئے گئے۔ انجمن میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کاوشیں مسلک اہلسنت وجماعت کے لئے تھیں۔ قاری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان دنوں حاجی تاج دین صاحب (تانی بتکے والوں) نے اپنا ایک بڑا کشادہ گھر بچوں اور بچیوں ی تعلیم کیلئے دیا ہوا تھا۔ جیسا کہ وضاحت سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ قاری صاحب وہاں پر ہر ماہ گیارہویں شریف کا انعقاد کرتے تھے۔ اس کے علاوہ چھوٹی محافل میلاد نعت خوانی، قرآت اور تقریری مقابلے بھی کروایا کرتے تھے اور انعامات کا سلسلہ بھی ہوا کرتا تھا۔ چونکہ انجمن میلاد مصطفی کا ان دنوں شہر میں مذہبی حوالہ سے کافی شہرہ تھا۔ قاری صاحب انجمن کے اعلیٰ عہدے داروں کو بطور مہمان شرکت کیلئے دعوت دیا کرتے تھے۔ جب کافی ملاقاتوں سے تعلق آگے بڑھا تو قاری صاحب نے اپنے محلہ اسلام پورہ میں یونٹ قائم کرنے کا اعلان کیا۔ یوں انجمن میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کا تعلق اور وابستگی بنی''۔

جامعہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قیام:

محترم حاجی محمد امین حبیبی صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ پورے علاقہ بھر میں بچیوں کا کوئی بھی جامعہ ومدرسہ نہ تھا۔ بچوں کیلئے پھر بھی چند مدارس تھے۔ قاری صاحب اس دگرگوں حالات سے کافی پریشان تھے۔ اکثر انجمن میلاد مصطفی کے اعلیٰ عہدے داروں سے اپنی کڑھن اور پریشانی کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ 1983ء سے لے کر 1987ء کے آخر تک تقریباً کچھ بھی نہ ہو سکا۔ 1988ء کے شروع میں انجمن میلاد مصطفی کے اعلیٰ عہدے داروں سے حتمی مشاورت کے بعد جامعہ فاطمۃ الزہراللبنات کا قیام عمل میں آیا۔ جامعہ کا نام ''جامعہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا للبنات'' قاری صاحب کا ہی تجویز کردہ تھا جو کہ آپ کی سیدہ کائنات سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھرپور عقیدت ومحبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ابتداء میں جامع مسجد تالاب والی سے ملحقہ ایک ہال میں چار بچیوں سے جامعہ کے تعلیمی سلسلہ کا آغاز ہوا۔ وہ چار بچیاں بھی آپ کی وہ شاگرد تھیں جو آپ سے گھر میں شاید ترجمہ وتفسیر پڑھا کرتی تھیں اور آپ کی ایک طالبہ جو آپ سے مکمل پڑھ چکی تھی اس کے گھر والوں سے اجازت لیکر اس کو جامعہ کی پہلی معلمہ بنایا گیا۔

اکیلا ہی نکلا تھا جانب منزل
لوگ ملتے گئے کارواں بنتا گیا

جامعہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شعبہ جات:

جامعہ فاطمۃ الزہراللبنات کے مکمل شعبہ جات کی تعداد 10 ہے:

۱: ناظرۃ القرآن، ۲: حفظ القرآن، ۳: ترجمہ وتفسیر القرآن الکریم، ۴: ثانویہ عامہ (مساوی میٹرک)، ۵: ثانویہ خاصہ (مساوی ایف۔اے) ۶: ثانویہ عالیہ (مساوی بی۔اے)، ۷: ثانویہ عالمیہ (مساوی ایم۔اے) ۸: کمپیوٹر کورس، ۹: سلائی کورس، ۱۰: فہم دین بمعہ قرآت کورس

جن میں سے آخری تین شعبے گرمیوں کی چھٹیوں سے وابستہ ہیں۔ یہ تینوں کورسز جامعہ میں سکول وکالج اور یونیورسٹی لیول کی بچیوں اور دیگر ایسی طالبات کیلئے منعقد کئے جاتے ہیں جو کہ مستقل طور پر علم دین حاصل نہیں کر سکتیں۔ ان کو ان تین ماہ کے کورسز میں ضروری مسائل سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

ہر سال جب بچیوں کا رزلٹ آتا تو ناظرۃ القرآن، حفظ القرآن، ترجمہ وتفسیر اور عالمہ بننے کی سعادت حاصل کرنے اور دیگر شعبہ جات سے فارغ التحصیل ہونے والی بچیوں کی ''سالانہ چادر پوشی'' وسیدہ کائنات کانفرنس کا انعقاد کیا جاتا۔ جس میں عالمہ بننے والی بچیوں کو ترجمہ کنز الایمان شریف مع تفسیر خزائن العرفان شریف، بہار شریعت اور کچھ دیگر کتب ملا کر بطور تحفہ پیش کیا جاتا۔ فہم دین معہ قرآت کورس کرنے والی

طالبات کیلئے بھی انعامات کا کتب کی صورت میں سلسلہ ہوتا۔اسی طرح دیگر شعبہ جات سے فارغ ہونے والی طالبات کو انعامات دیئے جاتے۔

محترم حاجی محمد امین حبیبی صاحب بیان کرتے ہیں کہ سالانہ چادر پوشی کے موقع پر قاری صاحب کی اکثر و بیشتر یہی کوشش و خواہش ہوتی کے کوئی سیدزادی آ کر طالبات کی چادر پوشی کرے۔پچھلے کئی سالوں سے محترم سید حفیظ الحسن شاہ صاحب کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادیاں تشریف لا کر طالبات کی چادر پوشی کر رہی تھیں۔قاری صاحب ان کو بھی جتنا ہو سکتا ضرور ہدیہ و نذرانہ پیش کرتے تھے۔اکثر وہ کہتیں قاری صاحب! ہم قریب ہی سے تو آئی ہیں۔نذرانہ کی کیا ضرورت تھی۔لیکن پھر بھی اصرار سے نذرانہ پیش کرتے اور کہتے یہ تو آپ کا ہم پر ہے۔آخری سال 2016ء والی چادر پوشی کے موقع پر بھی انہوں نے ہی طالبات کی چادر پوشی کی۔

محترم سید حفیظ الحسن شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس بار کچھ یوں ہوا کہ میری اہلیہ اور بیٹیاں چھپ چھپا کر بغیر بتائے باہر آ گئیں تا کہ نہ وہ جاتے ہوئے قاری صاحب سے ملیں اور نہ ہی وہ اصرار کر سکیں۔کچھ دنوں بعد جب میرا قاری صاحب کے ہاں جانا ہوا تو انہوں نے بطور شکوہ کہا۔شاہ صاحب اس بار بچیاں کھانا بھی نہیں کھا کر گئیں اور نہ ہی بتا کر گئی ہیں۔جب واپس آنے لگا تو ایک لفافہ پیش کیا۔میں نے کہا یہ کیا ہے؟ کہنے لگے یہ وہی نذرانہ ہے جو وہ اس دن چھوڑ گئی تھیں۔یہ انہیں کا حق ہے جو اس دن سے میرے پاس امانت پڑا ہوا تھا۔

جامعہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فیوضات وثمرات:

1988ء سے لیکر 2016ء تک جامعہ فاطمۃ الزہرا للبنات قاری صاحب کی انتھک کوششوں اور کاوشوں سے ترقی کی ان منازل تک پہنچا کے آج پوری تحصیل سانگلہ ہل میں نمبر ون پر ہے۔جامعہ کے مختلف شعبہ جات سے ان 19 سال میں جن طالبات نے فیض حاصل کی اس کی مختصر اً تفصیل کچھ یوں ہے۔

ا: شعبہ حفظ القرآن سے اس دور میں 378 طالبات

۲: شعبہ ناظرۃ القرآن سے 631 طالبات

۳: شعبہ ترجمہ وتفسیر القرآن الکریم سے 248 طالبات

۴: شعبہ سلائی (دستکاری) سے 218 طالبات

۵: شعبہ کمپیوٹر سے 361 طالبات

۶: شعبہ فہم الدین معہ قرأت کورس سے 631 طالبات

۷: شعبہ درس نظامی سے 200 طالبات

فارغ التحصیل ہوئیں۔یہی وجہ ہے کہ کئی احباب نے راقم کو بتایا کہ تحصیل سانگلہ ہل میں بالعموم اور شہر سانگلہ ہل میں بالخصوص کوئی گھر ایسا نہیں جس میں جامعہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا للبنات سے بالواسطہ یا بلاواسطہ فارغ یا تعلیم یافتہ بچیاں یا عورتیں موجود نہ ہوں۔

بطور ناظم اعلیٰ خدمات:

قاری صاحب کی جامعہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے گراں قدر خدمات ہیں۔جن کا اندازہ کچھ یوں کیا جا سکتا ہے۔مثلاً جب جامعہ شروع کیا گیا تو اس وقت چار طالبات تھیں جبکہ قاری صاحب کے وصال کے وقت 450 طالبات جامعہ کے گلشن کی رونق ہیں اور زیور علم سے آراستہ ہو رہی ہیں۔

- جب جامعہ شروع کیا گیا تو صرف ایک معلمہ تھی جبکہ قاری صاحب کے وصال کے وقت 12 معلمات طالبات کو علم و عمل کی خیرات بانٹ رہی ہیں۔
- جب جامعہ شروع کیا گیا تو صرف ایک شعبہ ہی تھا جبکہ قاری صاحب کے وصال کے وقت دس شعبہ جات جامعہ کی ترقی اور قبلہ قاری صاحب کی مساعئ جمیلہ اور محنتوں وکاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔
- جامعہ سے متعلقہ اپنی تمام تر ذمہ داریاں خوب نبھائیں۔
- ذاتی طور پر اگر کسی نے خدمت کی تو وہ بھی جامعہ پر لگا دینا۔

محترم محمد اشفاق احمد رضوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''کئی بار دیکھا کہ اگر کوئی شخص قاری صاحب کی ذاتی طور پر خدمت کرتا تو آپ وہ بھی جامعہ کے کاموں میں ہی لگا دیا کرتے تھے۔''

- جامعہ کے معاملات میں فکرمند رہنا۔

محترم رشید احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''جب بھی انہیں پرکھا سچا پایا اور جامعہ کے لحاظ سے انہیں فکرمند ہی پایا۔''

نظم وضبط با کمال رکھا۔

کسی بھی ادارہ کے لئے نظم وضبط بہت ضروری ہوتا ہے۔ قاری صاحب اس لحاظ سے بھی قابل رشک تھے کہ پورے علاقہ میں جامعہ کے نظم وضبط کی مثال دی جاتی ہے۔

ذمہ دار مکتبۃ المدینۃ محترم محمد جمیل احمد عطاری صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''جامعہ کے اوقات میں اگر کوئی ملنے کیلئے آتا تو نیچے آ کر اس کو ملتے اور بہت ہی مختصر وقت میں اس سے اجازت لے کر اوپر چلے جاتے۔کسی شخص کو اوپر لیکر نہ جاتے تھے حتیٰ کہ انجمن میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افراد واحباب میں سے بھی کوئی آتا تو اُسے نیچے ہی ملتے۔''

محترم حاجی محمد امین حبیبی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''اگر کوئی بہت ضروری کام ہوتا تو جامعہ جانا ہوتا تو باہر سے گھنٹی بجاتا اگر آ جاتے تو ٹھیک ورنہ واپس آ جایا کرتا۔ان کا نیچے تشریف نہ لانا طالبات کے ٹیسٹ یا جامعہ کے کسی اور کام میں گہری مصروفیت کا ہی اشارہ ہوتا تھا۔''

جامعہ کا ماحول اتنا خوشگوار اور محفوظ تھا اور ہے کہ راقم کو انٹرویو کے دوران کئی اُن احباب نے بتایا جن کی بچیاں جامعہ میں زیور علم سے آراستہ ہو رہی ہیں کہ:

''ہم اپنی بچیوں کو اپنے گھر میں بھی اتنا محفوظ نہیں سمجھتے جتنا قاری صاحب کی نگرانی میں جامعہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا للبنات میں محفوظ سمجھتے تھے اور ہیں۔''

انسویٹی گیشن آفیسرز کا جامعہ پر اطمینان۔

ملکی حالات کے پیش نظر جامعہ کی سکیورٹی انتہائی سخت تھی جو کہ قاری صاحب کی توجہات کا ہی نتیجہ ہے۔جب حکومت کی طرف سے مدارس کی سکیورٹی سخت کرنے کا اعلان ہوا تو قاری صاحب نے سی سی ٹی وی کیمرے بھی لگوائے جو کہ جامعہ کے چاروں اطراف کی مانیٹرنگ کرتے ہیں۔جبکہ سکیورٹی گارڈ تو پہلے ہی موجود تھا۔یہی وجہ ہے کہ محترم جمیل عطاری صاحب (ذمہ دار مکتبۃ المدینۃ) بیان کرتے ہیں کہ:

''میرا قاری صاحب سے تقریباً آٹھ سال پرانا تعلق ہے جب بھی کوئی حکومتی ٹیم جامعہ کے وزٹ کیلئے آئی یا کوئی انویسٹی گیشن آفیسر آیا تو وہ قاری صاحب کے انتظامات سے نہ صرف مطمئن ہو کر جاتا بلکہ جاتے ہوئے آپ کے انتظامات کی تعریف بھی کرتا تھا۔''

یہی وہ اوصاف وکمالات ہیں جو کہ کسی جامعہ کے ناظم اعلیٰ میں ہونے چاہیں اور یہی وہ اوصاف تھے جن کی بنا پر قاری صاحب نے بحیثیت ناظم اعلیٰ جامعہ فاطمۃ الزہرا للبنات کو ترقی کی منازل پر گامزن کیا اور آپ کی یہ خدمات سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ اللہ تعالیٰ حبیب کے گلشن جامعہ فاطمۃ الزہرا کو شاد رکھے اور تاقیامت اس کو آباد رکھے۔آمین

باغ باقی ہے باغباں نہ رہا
اپنے پھولوں کا پاسباں نہ رہا
کارواں تو رواں رہے گا مگر
ہائے وہ میر کارواں نہ رہا

جامعہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قیام کے اغراض ومقاصد:

قاری صاحب نے جب جامعہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا 1988ء میں جب قیام عمل میں لایا گیا تو انجمن میلاد مصطفی اور آپ کے پیش نظر جامعہ کے قیام کے درج ذیل اغراض ومقاصد تھے۔

۱: قرآن وسنت کی ترویج۔

۲: عقائد اہلسنت وجماعت کی حفاظت اور ان کی مثبت انداز میں اشاعت کرنا۔

۳: انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام صحابہ کرام واہلبیت عظام، صوفیاء کرام ومحدثین عظام کے علوم ومعارف کو سمجھ کر اور ان پر اعتماد کرتے ہوئے ان کو عملی زندگی میں اپنانا۔

۴: ایسی معلمات پیدا کرنا جو زندگی کے تمام شعبوں میں نہ صرف یہ کہ خود دین کے مطابق زندگی گزارنا جانتی ہوں بلکہ اُمت محمدیہ کے عقائد واعمال کی اصلاح کی صلاحیت رکھتی ہوں۔

۵: ایسے خاندان جو اپنی بچیوں کے دینی تعلیم کیلئے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ایسی بچیوں کی مفت تعلیم وتربیت کرنا اور ان کے جملہ معارف واخراجات برداشت کرنا۔

۶: اُمت مسلمہ کے اوپر آنے والے نت نئے فتنوں کو سمجھنا اور ان آزمائشوں سے نبرد آزما ہونے کیلئے قرآن وسنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں رہنمائی کرنا۔

۷: اپنے اکابرین پر اعتماد کرتے ہوئے انکی راہنمائی کی روشنی میں ان اغراض ومقاصد کی تکمیل کیلئے مسلسل جدوجہد کرتے رہنا۔

طلبہ وطالبات کی حوصلہ افزائی:

کسی آدمی کو اس کی محنت کی داد دینا، اور اس کے فن پر اسے رغبت دلانا، اسے مزید شوق دلانا اس کے اچھے کام پر اس کو انعام دینا، زبان سے اس کے لئے کلمہ تحسین ادا کرنا، حوصلہ افزائی کہلاتا ہے۔ حوصلہ افزائی کے ذریعے آپ کسی سے بڑے سے بڑا کام بھی لے سکتے ہیں، بڑے لوگ ہمیشہ چھوٹوں کی حوصلہ افزائی کر کے ان کے دل بھی جیت لیتے ہیں۔ دین کے کام پر کسی کو رغبت دلانا یہ تو مفت میں اپنے اجروثواب میں اضافے کا سبب ہے۔ کام دوسرا کرے گا اتنا ہی اجرو ثواب آپ کو بھی ملے گا۔

قاری صاحب جب کسی کو نیکی کا کام کرتے دیکھتے تو اس کی اس انداز سے حوصلہ افزائی فرماتے کہ اس کا دل چاہتا میں اس کام کو مزید کروں اور بہتر کروں۔

حاجی محمد امین جیبی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''2016ء میں جب کافی زلزلے آئے، کئی دن تک جھٹکے آتے رہے تو قاری صاحب اسمبلی میں تشریف لے گئے اور کہا:

''کون کون سی بچی ہے جس نے کل کے زلزلے کے بعد (جو بخیریت گزر گیا ہے) کوئی جانی ومالی نقصان نہیں ہوا اس کے شکرانے کے نوافل اللہ رب العزت کے حضور ادا کئے ہوں۔''

جس جس بچی نے ہاتھ اٹھایا قاری صاحب نے اس اس بچی کو بہار شریعت بطور انعام عطا کی۔

قاری صاحب شوق و ذوق سے پڑھنے والے محنتی طلبہ وطالبات کی بھی خوب حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔

محترم حاجی محمد امین جیبی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''جامعہ فاطمۃ الزھرا کی ایک شاخ سانگلہ ہل کے مضافاتی گاؤں ''ہنجلی'' میں بھی قائم ہے۔ جس میں دو معلمات اور 90 بچے اور بچیاں حفظ وناظرہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ قاری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جس طرح جامعہ کو خصوصی توجہ سے چلاتے تھے اسی طرح اس شاخ کے ساتھ بھی آپ کا بڑا ہی گہرا رابطہ ہوا کرتا تھا۔ اکثر جب مہینے بعد گاؤں والی شاخ میں جاتے تو طلبہ وطالبات کا ٹیسٹ لیتے۔ اعلیٰ کارکردگی والے طلبہ وطالبات کو خصوصی انعامات سے نوازتے۔

وہ علم و فضل کا پیکر
وہ عجب اک انسان تھا
وہ طلبہ و طالبات کے دل کی تسکین
وہ للھیت کا اک آسمان تھا

محترم محمد بلال حبیب قادری صاحب جو کہ قاری صاحب کے بڑے بیٹے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''جامعہ میں ہر مہینے کوئی نہ کوئی مقابلہ ضروری کرواتے چاہے حسن قرأت، حسن نعت کا یا کوئی تقریری مقابلہ ہوتا۔ اس میں پوزیشن لینے والی طالبات کو ''خاتون جنت''، ''پردے کے بارے میں سوالات و جوابات''، ''اسلامی بہنوں کی نماز'' اور ''عجائب القرآن'' وغیرہ کتب انعامات میں دیتے اور ساتھ نقدی کی صورت میں بھی طالبات کی حوصلہ افزائی فرماتے اور سب طلباء وطالبات آپ پر ناز کرتے تھے۔

ناز کرتا تھا زمانہ جس کی ذات پاک پر
سو گیا مرقد میں جا کر اب وہ فرش خاک پر

راقم الحروف جن دنوں ''خطبات شیر اہلسنت'' پر کام کر رہا تھا اکثر فون کر کے پوچھتے کام کہاں تک پہنچا ہے۔ اور پھر ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے جو یقیناً راقم کے حوصلے مزید بلند کر دیتیں۔ جب ''خطبات شیر اہلسنت'' چھپ کر منظر عام پر آئے۔ راقم پیش کرنے کیلئے آپ کے در دولت پر حاضر ہوا۔ نماز عصر کا وقت تھا قاری صاحب مسجد میں نماز پڑھانے کیلئے جا چکے تھے۔ راقم بھی مسجد میں حاضر ہوا۔ آپ کے پیچھے نماز عصر ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ نماز سے فراغت کے بعد ملاقات ہوئی۔ حسب سابق انتہائی پُر مسرت انداز سے ملے۔ مصافحہ و معانقہ ہوا۔ قاری صاحب فرمانے لگے گھر چلتے ہیں۔ میں نے عرض کیا جیسے آپ کی مرضی۔ گھر پہنچے مدینہ شریف کی بابرکت کھجوروں، آب زمزم

شریف اور چائے سے مہمان نوازی فرمائی۔ راقم نے عرض کیا حضرت آپ کے لئے خوشخبری ہے۔ ''خطبات شیر اہلسنت'' چھپ گئے ہیں اور ایک نسخہ پیش کیا تو اٹھے سینے سے لگایا، ماتھا چوما اور کافی دیر تک عزت افزائی فرماتے رہے اور بھی موضوعات پر گفتگو ہوئی۔ جب میں نے اجازت چاہی تو کچھ دینی کتب، ایک عدد سوٹ، خوشبو (عطر) اور تین ہزار روپیہ نقدی کی صورت میں عطا کیا۔ بندہ حیران تھا کہ یہ سب کیا ہے؟ فرمانے لگے یہ سب تمہارا انعام ہے۔ اور یہ سب کچھ تو اس کارنامے کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ اتنی دعاؤں سے نوازا کہ وہ ان کا ہی خاصہ تھا انکی اس حوصلہ افزائی و خیر مقدم نے راقم کو اور تحریری کام کرنے پر بھی جذبہ دیا۔

غریب و نادار طلباء و طالبات پر خصوصی توجہ اور خیر خواہی:

قاری صاحب عموماً غریب و نادار طلبہ کو زیادہ تنبیہ کرتے تھے فرماتے:

''کہ دنیا تو تمہارے پاس ہے نہیں دین بھی نہ آیا تو کیسی ذلت کی زندگی گزارو گے؟ کسی مال دار طالب علم کی طرف اشارہ کرکے کہتے کہ فلاں نہ پڑھے تو زندگی تو گزار سکتا ہے۔

رحمت دو عالم ﷺ کا بڑا وصف مومنین و متعلمین کی خیر خواہی ہے، متعلمین کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی ہمدردی نہ صرف اپنی حد تک محدود تھی بلکہ اُمت کے علماء کو طلباء و طالبات دین کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی کرتے رہنے کی تاکید فرمائی۔

چنانچہ حضرت ابی سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان رجالا یاتونکم من اقطار الارض یتفقھون فی الدین، فاذا اتوکم فاستوصوابھم خیرا۔"

''لوگ پوری روئے زمین سے حصول علم کیلئے تمہارے پاس آئیں گے، اگر طلباء (وطالبات) تمہارے پاس آئیں تو ان سے متعلق مجھ سے خیر کی وصیت قبول کرو۔'' (۵)

حضرت قاری محمد حبیب قادری رضوی صاحب اپنی حقیقی اولاد سے بڑھ کر اپنی روحانی اولاد کی خیر خواہی فرماتے، وہ زیادہ تر وقت طلباء و طالبات میں ہی گزارتے۔ صبح کی نماز سے لیکر 7:45 بجے تک جامع مسجد گلاب مصطفی میں اور پھر تقریباً 8:30 بجے سے لیکر نماز ظہر سے بعد تک جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں اور نماز عصر سے لیکر نماز مغرب تک وقت پھر جامع مسجد گلاب مصطفی میں طلبہ و طالبات کے افادہ میں ہی گزرتا۔ طلبہ و طالبات کی خیر خواہی میں اس قدر حریص تھے کہ صبح کی نماز سے لے کر مغرب کی نماز تک روزانہ پڑھاتے سکھاتے وقت گزرتا تھا۔

اس سے بڑھ کر طلباء و طالبات کی خیر خواہی کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی طالب علم و طالبہ کو کتابوں، یونیفارم، ٹیوشن فیس، رکشہ فیس اور دیگر اخراجات کی ضرورت ہوتی تو اس کا پورا پورا انتظام فرما کر دیا کرتے تھے۔ کسی کی گھریلو پریشانی ہو جاتی تو حتی الوسع اس کو دور کرنے یا حل کرنے کی پوری کوشش فرماتے۔

محترم ڈاکٹر محمد ندیم رضوی صاحب کا بیان ہے کہ:

''جامعہ کی طالبات میں سے جو غریب یا یتیم ہوتیں۔ ان کی کتب، یونیفارم اور رکشہ فیس اپنی طرف سے ادا کرتے۔ اگر کسی بچی کو اسمبلی میں پریشان دیکھتے، علیحدہ بلا کر اس سے پریشانی کی وجہ پوچھتے، اور انداز ایسا ہوتا کہ وہ طالبہ اپنی پریشانی آپ کے سامنے کھول کر بیان کر دیتی۔ اگر گھریلو جھگڑا وغیرہ کا معاملہ ہوتا تو اس بچی کے والدین کو فون کرکے جامعہ بلاتے اور سمجھاتے کہ آپ کے گھریلو ماحول کی وجہ سے آپ کی بچی پریشان رہتی ہے اور اس کی تعلیم کا حرج ہوتا ہے۔ آپ اپنے گھریلو ماحول کو درست کریں اور اگر وہ بچی کسی دوسری گھریلو پریشانی کا اظہار کرتی تو حتی الوسع اس کی پریشانی کو حل کرتے تاکہ بچی دل لگا کر پڑھ سکے۔''

محترم محمد نعیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''آپ کے جامعہ میں ہمارے محلہ کی ایک طالبہ پڑھتی ہے اس کے والدین بہت غریب ہیں۔ جامعہ کی معلمات میں سے کسی نے یونیفارم پر سختی کی اور کہا کل سب طالبات جنہوں نے یونیفارم نہیں پہنا ہوا پہن کر آئیں ورنہ کل جامعہ مت آنا۔ اس بچی نے اگلے دن سے یونیفارم نہ ہونے کی وجہ سے جامعہ جانا چھوڑ دیا۔ قاری صاحب کو پتا چلا

۵: الترمذی: الجامع الصحیح، ابواب العلم، باب: ماجاء فی الاستیصاء بمن یطلب العلم، رقم الحدیث: ۲۶۵۰، صفحہ: ۵۹۰، مطبوعہ دار السلام للنشر و التوزیع الریاض۔

اُس طالبہ کے والد سے انکے گھر جا کر ملے اور پوچھا:

''آپ کی بچی جامعہ نہیں آ رہی کیا وجہ ہے؟''

اس کے والد نے سب صورتحال بیان کر دی۔ اگلے دن قاری صاحب نے یونیفارم لا کر دیا اور کہا:

''کل سے آپ کی بچی جامعہ آنی چاہیے۔''

یہی نہیں اور بھی کئی طالبات کا تعلیمی خرچہ قاری صاحب ہی ادا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قاری صاحب اپنے تلامذہ کے دلوں پر حکومت کرتے تھے اور یہی وہ شان ہے جو حکمرانوں کو بھی نصیب نہیں ہوتی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

وہ ادائے دلبری ہو کہ نوائے عاشقانہ
جو دلوں کو فتح کرے وہی فاتح زمانہ

عزیز و اقارب سے حسن سلوک:

حضرت کلیب بن منفعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ میرے دادا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

"مَن اَبَرُّ؟"

''میں کس (کس) سے حسن سلوک کروں؟

آپ نے ارشاد فرمایا:

"امك و اباك و اختك و اخاك، و مولاك الذی یلی ذاك حق و اجب۔"

''اپنی ماں اور باپ سے اپنی بہن اور بھائی سے اور اپنے ان سب رشتہ داروں سے جو ان سب سے تعلق رکھتے ہیں یہ ایک واجب حق ہے۔''(۶)

حضرت سیدنا مقدام بن معدیکرب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے:

" ان اللہ یوصیکم بامھا تکم ثم یوصیکم، بامھاتکم، ثم یوصیکم، باٰ بائکم، ثم یوصیکم بالأ قرب فالاقرب۔"

''اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہے، (دو مرتبہ فرمایا)، پھر تمہارے والدوں کے بارے میں تمہیں بھلائی کی وصیت فرماتا ہے، اور بعد ازاں درجہ بدرجہ قریبی لوگوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت فرماتا ہے۔''(۷)

ان احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بندۂ مومن کے کچھ حقوق کو بیان کیا ہے۔ قاری صاحب ان احادیث میں وارد سب حقوق کو اعلیٰ درجہ میں پورے کرنے والے تھے۔ پہلا حق والدین سے حسن سلوک کرنا ہے۔ قاری صاحب اپنے والدین سے کس انداز میں حسن سلوک اور صلہ رحمی کرنے والے تھے اس پر چند اقوال ملاحظہ ہوں۔

قاری صاحب کے برادر گرامی محترم محمد سلیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''گھر یا خاندان کا کوئی بھی فیصلہ بھائیوں کے مشورہ اور رضا سے کرتے مگر حتمی فیصلہ والدہ صاحبہ کا ہی مانتے اور جانتے تھے۔''

قاری صاحب کی والدہ ماجدہ بیان کرتی ہیں کہ:

''میرے بیٹے حبیب نے بچپن میں بھی کبھی اپنے والدین کی نافرمانی نہیں کی۔ میرے بیٹے نے ساری زندگی مجھے گھر کا بادشاہ بنا کر رکھا کبھی اُف تک بھی نہ کہا۔''

والدہ صاحبہ قاری صاحب ہی بیان فرماتی ہیں کہ:

''میرے ساتھ اُس کے حسن سلوک کا یہ حال تھا کہ جب باہر کسی سفر پر جاتا تو مجھ سے ملتا۔ میرے ہاتھوں کو چومتا اور کئی مرتبہ میرے پاؤں بھی چوم لیتا میں گلے لگا کر اُس کے ماتھے کو چوم لیتی ایسے ہی جب واپس آتا سب سے پہلے مجھے ملتا اور ہاتھ پاؤں چوم لیتا۔ کئی بار ایسے ہوا کہ اگر میں سوئی ہوتی تو پاؤں کے تلوؤں پر آ کر بوسہ دے لیتا تھا۔ گھر کا چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر کام میرے مشورے ہی سے کرتا تھا۔''

یہ تو تھا قاری صاحب کا والدین سے حسن سلوک آئیے اب بھائیوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور صلہ رحمی کا حال ملاحظہ ہو۔ قاری صاحب کے برادر گرامی محمد سلیم صاحب نے بیان کیا ہے کہ:

''وہ اتنا اچھا تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ میرا اتنا خیال رکھتا تھا کہ شام کو باہر چہل قدمی کیلئے نکلتا دیکھ لیتا تو کہتا بھائی جان شام کے وقت باہر نہ جایا کرو کہیں گر جاؤ گے اور چوٹیں لگ جائیں گی۔''

۶: البخاری :الادب المفرد، باب :وجوب صلۃ الرحم، قم الحدیث :۴۷ صفحہ ۳۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی۔
۷: البخاری :الادب المفرد، باب :بر الاقرب فالاقرب، رقم الحدیث :۶۰، صفحہ :۳۹، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی۔

محترم ڈاکٹر محمد ندیم رضوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''قاری صاحب کے بھائی محمد سلیم صاحب جو کہ دل کے مریض ہیں انکی دوائی کا مکمل خرچ قاری صاحب خود ہی اُٹھاتے تھے۔''

قاری صاحب کے بھائی محمد سلیم صاحب ہی نے کہا کہ:

''ہر لحاظ سے میرا خیال رکھا کرتا تھا گھر میں سب سے چھوٹا تھا مگر پورے گھر والوں کیلئے ایک شجر سایہ دار کی طرح تھا۔ مجھے کسی قسم کا درد اور دکھ محسوس نہیں ہونے دیتا تھا۔ یوں کہا جائے کہ وہ پورے خاندان کی بہار تھا تو غلط نہیں ہوگا۔ عید وغیرہ کے موقع پر کپڑے، جوتے وغیرہ لے کر دیتا تھا۔ جب کبھی مجھے ملتا نماز کا ہی کہتا، بولتا بھائی کسی حال میں بھی نماز نہ چھوڑا کرو۔''

آپ کے بھائی محمد سلیم صاحب ہی نے بیان کیا کہ:

''میری بڑی بیٹی کی شادی تھی میں نے قاری صاحب کو کہا آپ نے ہی کرنی ہے۔ قاری صاحب نے شادی کا مکمل خرچ اپنے ذمہ لیا اور تمام ضروریات کو بخوبی پورا کیا۔''

قاری صاحب کے دوسرے بھائی محمد نعیم اختر صاحب نے کہا کہ:

''میری بائیں آنکھ کا آپریشن ہوا، اس کے بعد جب پہلی بار میں قاری صاحب کے ہاں آیا تو قاری صاحب نے دس ہزار والدہ کو دیا کہ مجھے دے دیں۔ واپسی پر والدہ نے جب مجھے وہ رقم دی تو مجھے پتا چل گیا کہ یہ قاری صاحب نے ہی والدہ کو مجھے دینے کیلئے دیئے ہیں۔ میں نہ لئے تو رو پڑا کہنے لگا۔ میں نے ہسپتال ہی آنا تھا مگر جامعہ میں امتحانات ہو رہے تھے۔ اس وجہ سے نہ آسکا۔''

میں نے کہا:

''میرا تو دینے کا حق بنتا ہے لینے کا نہیں۔''

مگر اُس نے اس محبت بھرے انداز سے مجھے کہا:

''یار لے لو۔''

کہ میری آنکھوں میں بھی آنسو آگئے۔ وہ اتنا عظیم تھا کہ کبھی بھی ہمیں ناراض نہ کرتا تھا۔ ہمیشہ بڑے بھائیوں کے سامنے نرمی سے بات کرتا تھا بلکہ میں تو یوں کہوں گا کہ وہ ہمارے پورے خاندان کا فخر تھا۔

یہ حسن سلوک تو تھا بھائیوں سے اب بھائیوں کی اولاد سے حسن سلوک کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

آپ کا بھانجا شہزادہ خرم بیان کرتا ہے کہ:

''ہر عید کے موقع پر کپڑے، جوتے لیکر دیتے اور عیدی بھی دیا کرتے تھے۔ ہم سے بڑی محبت کرتے تھے ہمیشہ نماز پڑھنے اور درود شریف پڑھنے کی تلقین کرتے تھے۔''

2015ء میں محمد بلال (جو کہ قاری صاحب کا بڑا صاحبزادہ ہے) کے ساتھ مجھے ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ صفدر آباد چھ ماہ ڈپلومہ کیلئے داخل کروایا، یونیفارم، داخلہ فیس اور کتب کا مکمل خرچ چاچا جان نے ہی اٹھایا۔ یہ ان کی ہماری تعلیم و تربیت کیلئے فکر مندی اور شفقت و محبت کا بین ثبوت ہے۔

حافظ محمد عمران صاحب جن کا قاری صاحب سے دوہرا تعلق ہے۔ ایک تعلق تو یوں کہ حافظ صاحب آپ کے بھانجے اور دوسرا یہ کہ قاری صاحب کے داماد بھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ابو جان کے انتقال کے بعد ہماری تمام ضروری حاجات کو پورا کیا، کبھی پوری زندگی ہمیں اپنے والد کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔

دوستوں سے حسن سلوک:

قاری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے اپنے دوستوں سے حسن سلوک کا یہ عالم تھا کہ آپ کے دوستوں میں سے اگر کوئی پریشان ہوتا تو اُسکی اس انداز سے مدد کرتے کہ وہ اپنے قدموں پر پھر کھڑا ہو جاتا۔

حافظ عمران صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''اگر کوئی غیور سُنی یا آپکا کوئی دوست ایسا دیکھتے کہ وہ گھریلو مسائل میں یا دیگر پریشانیوں میں گھرا ہوا ہے تو اسکی اس انداز سے خدمت کرتے کہ اس کے مسائل اور پریشانیوں کا حل ہو جاتا اور حتی الوسع آپ کی کوشش ہوتی کہ اپنے اس دوست کو قدموں پر کھڑا کیا جائے۔ اکثر اوقات آپ کی کاوشیں رنگ لاتیں اور وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہو ہی جاتا۔''

محترم حاجی محمد امین حبیبی صاحب کے بیٹے محمد حسنین علی صاحب نے بیان کیا:

(۔۔۔باقی صفحہ نمبر ۲۲ پر۔۔۔)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَھَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ

Monthly Ahl-e-Sunnat International
Gujrat - Pakistan
Regd. No. CPL 73
Mob:0333.8403147

بفیضان نظر
حضرت پیر عبد الغفور اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاضی سلطان محمود قادری اعوانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عرس مبارک

مشائخ عظام دربار عالیہ اعوان شریف

جلسہ دستار فضیلت و تقسیم اسناد

بمقام
دربار عالیہ
اعوان شریف
ضلع گجرات

برائے خواتین	برائے مرد حضرات
22 مئی 2017	21 مئی 2017
بروز سوموار	بروز اتوار
صبح 7 بجے تا نماز ظہر	صبح 7 بجے تا نماز ظہر

زیر سرپرستی

حضور شیخ طریقت ماہتاب شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج صاحبزادہ
سلسلہ قادریہ کے عظیم روحانی پیشوا
صوفی باصفاء عالم باعمل جانشین حضور غریب نواز
پروردہ آغوش ولایت

پیر قاضی محمد محمود قادری اعوانی صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ اعوان شریف
بانی مہتمم جامعہ ہذا
امیر تحریک لبیک یارسول اللہ ﷺ صوبہ پنجاب

زیر نگرانی
صاحبزادہ قاضی سلطان محمود قادری اعوانی
زیب سجادہ نشین آستانہ عالیہ اعوان شریف

جامعہ قادریہ سلطانیہ میں داخلہ جاری ہے

زیر تعمیر جامعہ قادریہ سلطانیہ اعوان شریف

رابطہ نمبر 0300 6265671, 0315 6265671

عطیہ اشتہار: پڈھانہ برادران خادمین دربار عالیہ اعوان شریف

0301 6279693
0303 6010186